اغلاط العوام اور اُن کا حل



مؤلف

مفتی مُحَمَّد امین نقشبندی مجدّدی
مہتمم جامعہ عرفان القرآن الحبیب سٹی پینسرہ روڈ گوجرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اغلاط العوام اور اُن کا حل

مؤلف

مفتی محمد امین نقشبندی مجددی گوجرہ

بانی و سرپرستِ اعلیٰ

جامعہ عرفان القرآن گوجرہ

تفصیلات

نام کتاب ---------- اغلاط العوام اور اُن کا حل

مؤلف -------------- مفتی محمد امین نقشبندی

سن طباعت ---------------- 2022ء

کمپوزنگ اینڈ پرنٹنگ ----- کرماں والا پریس گوجرہ

پروف ریڈنگ -------------- گوہر علی قادری

صفحات --------------------- 64

تعداد ---------------------- 1000

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿ فہرست ﴾

"تقریظ"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دورِ حاضر کا سب سے اہم مسئلہ نئی نسل کا دینِ متین سے دور ہونا اور مسجد و مدرسے سے بیگانہ ہونا ہے۔ اس دور کی سب سے بڑی کامیابی یہ ہوگی کہ ہم نئی نسل کو دین سے روشناس اور مسجد و مکتب سے آشنا کردیں یہ منصوبہ بندی ہمیں بہت جلد اور بڑے منصوبے پر کرنا ہوگی۔قرآن مجید کی تلاوت،احادیثِ مصطفیٰ ﷺ اور فقہی مسائل کا ذوق نئی نسل تک منتقل کرنا ہوگا تا کہ بے راہ روی کا شکار نوجوان قرآن و حدیث کی روشنی میں فقہی مسائل کا ذوق اور لذت سے سرشار ہو کر اس مقدس منزل کی طرف گامزن ہو سکے،چاروں طرف سے چلنے والی اس بے دینی کی آگ سے ہم سب مل کر اپنی نئی نسل کو بچانے کا اہتمام کریں۔یہی وجہ ہے کہ عوام میں بہت سارے غلط مسائل رائج ہو چکے ہیں۔برصغیر کے علمائے اہلسنّت نے ہر دور میں عوام الناس سے متعلق اپنے فرض منصبی کو ادا کرتے ہوئے فقہی مسائل کے محاذ پر بھرپور کام کیا۔اِنہیں میں سے آج کے دور میں مفتی اہلسنّت،نوجوان عالم دین،فاضل جلیل،میری مراد حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امین نقشبندی مجددی صاحب آف گوجرہ ہیں اور درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تحریر کے میدان میں نمایاں ہیں آپ نے عوام الناس میں جو جو غلط مسائل موجود ہیں اُن کا حل صحیح مسائل کی صورت میں اُمت کو پیش کیا ہے۔اللہ ربّ العزت آپکی اس محبت اور کوشش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور عوام و خواص کیلئے نافع بنائے۔آمین

عالمِ نبیل حضرت علامہ مولانا مفتی محمد سجاد حسین فیضی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

مہتمم جامعہ فیضیہ 322ج،ب شہزادہ دارالسلام ٹوبہ

سوال:۔ کیا اسلام میں کسی تاریخ یا دن کو منحوس کہہ سکتے ہیں؟

جواب:۔ اسلام میں بدشگونی کا کوئی تصور نہیں ہے کہ کوئی دن یا تاریخ تعین کیساتھ ہر ایک کیلئے بدفال ہو،البتہ نیک فال لے سکتے ہیں قرآن مجید میں ہے کہ کفار بدشگونی کیا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے!ترجمہ:تو جب انہیں کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ ہماری وجہ سے ہے اور اگر انہیں کوئی برائی پہنچتی ہے تو موسیٰ علیہ السلام اور اُنکے اصحاب کی نحوست قرار دیتے ہیں سنو!اُنکی نحوست اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقدر ہے لیکن اکثر ان میں سے نہیں جانتے ہیں

-------------- ﴿سورۃ الاعراف 131﴾ --------------

سورۃ یٰسین میں انطاکیہ کا واقعہ بیان فرمایا کہ اہل انطاکیہ کی طرف اللہ تعالیٰ کے رسول آئے تو بس اس بستی والوں نے کہا:ترجمہ :ہم تو تمہیں نجس سمجھتے ہیں پس اگر تم باز نہ آئے تو ہم تم کو سنگسار کردیں گے اور ہماری طرف سے تم کو دردناک عذاب پہنچے گا،رسولوں نے کہا!تمہاری بدفالی تمہارے ساتھ ہے کیا تم نصیحت کرنے کو برا سمجھتے ہو بلکہ تم لوگ حد سے گزرنے والے ہو۔

-------------- ﴿سورۃ یٰسین 18-19﴾ --------------

اسی طرح قوم ثمود کی طرف جب حضرت صالح علیہ السلام گئے تو انہوں نے کہا!ترجمہ:وہ بولے ہم آپ کو اور آپ کے اصحاب کو بدشگون (منحوس) مانتے ہیں صالح علیہ السلام نے کہا!تمہاری بدشگونی اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے تم فتنہ میں مبتلا ہو۔

-------------- ﴿سورۃ النمل 47﴾ --------------

حدیث پاک میں ہے!

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی مرض

متعدی نہیں ہوتا اور نہ بدشگونی ہے اور نہ اُلو کی نحوست ہے اور نہ ماہ صفر کی نحوست ہے۔

---------------- ﴿صحیح بخاری 5707﴾ ----------------

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "لاطیرۃ" یعنی حصول نفع اور دفع ضرر میں بدشگونی کیلئے کوئی تاثیر اور دخل نہیں ہے اور بدشگونی نہیں کرنی چاہیے اور نہ اس کا اعتبار کرنا چاہیے جو کچھ ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا شریعت نے اس کو سبب نہیں بنایا اور نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا! "لاصفر" بعض علماء کے نزدیک اس سے ماہ صفر مراد ہے جو محرم کے بعد آتا ہے عام لوگ اس ماہ کو مصیبتوں ،بلاؤں ،آفات،اور حادثات کا مہینہ قرار دیتے ہیں ۔ جو کہ غلط ہے کسی تاریخ کو نحس قرار دینے کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے یہ سب باطل اور بے اصل وہم ہیں۔

صدرالشریعہ علامہ امجد علی اعظمی لکھتے ہیں: ماہ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے لڑکیوں کو رخصت نہیں کرتے اور بھی اس قسم کے کام کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں خصوصاً ماہ صفر کی ابتدائی تیرہ تاریخیں بہت منحوس مانی جاتی ہیں اور ان کو تیرہ تیزی کہتے ہیں یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔

حدیث شریف میں ہے! صفر کوئی چیز نہیں یعنی لوگوں کا اس کو منحوس کہنا بالکل غلط ہے اسی طرح ذوالقعدہ کے مہینے کو بھی بہت سے لوگ بُرا جانتے ہیں اور اسکو خالی مہینہ کہتے ہیں یہ بھی غلط ہے اور ہر ماہ میں 28-18-8/23-13-3 کو منحوس جانتے ہیں یہ بھی لغویات ہیں۔

---------------- ﴿بہار شریعت حصہ 16 ص 242﴾ ----------------

اسلام میں ان باتوں کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور انسان کو وہی پہنچتا ہے جو اس کے مقدر میں

فرما دیا ہے یہ سارے توہمات غیر اسلامی ہیں اور ہندوانہ ہیں لہذا کسی تردد کے بغیر کسی بھی تاریخ کو نکاح کیا جاسکتا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ! ترجمہ: ہمیں ہرگز کوئی مصیبت نہیں پہنچتی ماسوا اس کے جو اللہ نے ہمارے مقدر فرما دی ہے۔

------------ ﴿ سورت التوبہ 51 ﴾ ------------

حدیث شریف میں ہے!

کہ جان لو کہ اگر تمام اُمت تم کو نفع پہنچانے کیلئے جمع ہو جائے تو وہ تم کو صرف اسی چیز کا نفع پہنچا سکتی ہے جو اللہ نے پہلے سے تمہارے مقدر میں لکھ دی ہے اور اگر تمام لوگ تم کو نقصان پہنچانے کیلئے جمع ہو جائیں تو تمہیں صرف وہی نقصان پہنچا سکتے ہیں جسے اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے قلم اٹھا لیے گئے ہیں اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔

----------- ﴿ جامع ترمذی 2516 ﴾ -----------

یعنی تقدیر کے معاملات اللہ کے علم میں طے شدہ ہیں۔

سوال :۔ کیا سورج یا چاند گرہن کا حاملہ عورت یا حاملہ جانور پر کوئی طبعی اثر ہوتا ہے؟

جواب :۔ عوام میں یہ مشہور ہے کہ سورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت حاملہ عورت بیٹھے نہیں بلکہ چلتی پھرتی رہے اسی طرح حاملہ جانور کو بھی سورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت بیٹھنے نہیں دیتے ۔ یہ خیال شرعاً بالکل باطل اور غلط ہے ۔ سورج گرہن یا چاند گرہن کے موقع پر خواتین بالخصوص حاملہ خواتین پر کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا یہ انہیں اس وقت چلتے پھرتے رہنا چاہیے ان توہمات کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں ہے ہاں خواتین کو چاہیے کہ وہ نماز، ذکر، استغفار و توبہ میں مشغول رہیں اسی طرح حاملہ جانور کو بھی سورج گرہن کے دوران کھڑا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے

سوال:۔ کیا بیت الخلاء میں قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے بیٹھ سکتے ہیں؟

جواب:۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم سے کوئی رفع حاجت کیلئے جائے تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرے اور نہ پیٹھ کرے۔

------------- ﴿ مشکوۃ شریف ص 42 ﴾ -------------

اسکے برخلاف عوام تو عوام بعض اہل علم بھی اس بات کا خیال نہیں رکھتے اور پیشاب کے وقت عام طور پر قبلہ کی جانب منہ یا پیٹھ کر لیتے ہیں، گھروں میں بیت الخلاء بناتے وقت مسلمانوں کو خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے کہ بیٹھنے کی سیٹ اس طرح لگائی جائے کہ بیٹھنے والے کا منہ اور پیٹھ کعبہ کی طرف نہ ہو اگر کسی کے ہاں غلطی سے سیٹ کعبہ کی طرف لگ گئی ہو تو پیسوں کی فکر نہ کرے اسے فوراً اُکھیڑ دے اور منہ دوسری سمت کرالے ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اس بندے کی یہی بات پسند آجائے اور اسکی بخشش ہو جائے۔ دراصل ادب نہایت ضروری ہے۔ بے ادبی محرومی لاتی ہے اور باادب پر رحمت برستی ہے زندگی پُرسکون اور بارونق ہو جاتی ہے۔

------------- ﴿☆﴾ -------------

سوال:۔ کیا شوہر اپنی بیوی کو مرنے کے بعد دیکھ سکتا ہے یا اس کی میت اٹھا سکتا ہے؟

جواب:۔ عوام میں یہ بات غلط مشہور ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو مرنے کے بعد نہیں دیکھ سکتا نہ ہاتھ لگا سکتا ہے۔ درست بات یہ ہے کہ شوہر کا اپنی بیوی کو مرنے کے بعد دیکھنا جائز ہے اور اس کو اُٹھانا، کندھا دینا، قبر میں اُتارنا بھی جائز ہے لیکن قبر میں اُتارتے وقت درمیان میں کپڑا حائل ہو

سوال:۔ کیا ستر کھل جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب:۔ عوام میں جو مشہور ہے کہ گھٹنا یا ستر کھلنے یا دوسرے کا ستر دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

یہ بے اصل بات ہے گھٹنا یا ستر کھلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا البتہ بغیر ضرورت ستر کھلا رکھنا منع ہے اور دوسروں کے سامنے ستر کھولنا حرام ہے۔

——— ﴿ بہارِ شریعت حصہ 2 مسئلہ نمبر 49 ص 28 ﴾ ———

سوال:۔ کیا دودھ پیتے بچے کا پیشاب پاک ہے؟

جواب:۔ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ دودھ پیتے بچوں کا پیشاب پاک ہوتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے، انسان کا پیشاب مطلقاً ناپاک ہے خواہ دودھ پیتے بچے کا ہو یا بڑے کا یہ جس کپڑے پر لگ جائے اس کا سنت طریقہ سے دھونا ضروری ہے۔

——— ﴿ فتاویٰ رضویہ ج 2 ص 146 ﴾ ———

کپڑا پاک کرنے کا طریقہ

کپڑے کے جس حصے پر پیشاب لگا ہو صرف اس حصے پر پانی بہائیں اور اسے بھر پور طاقت سے نچوڑیں حتیٰ کہ آخری قطرہ بھی نکل جائے۔ اس طرح تین مرتبہ پانی ڈالے اور ہر مرتبہ اچھی طرح نچوڑنے سے کپڑا پاک ہو جائے گا۔

——— ﴿ بہارِ شریعت حصہ 2، صفحہ 398، مسئلہ نمبر 17 ﴾ ———

" صحیح مسلم میں اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہے فرماتی ہیں کہ زمانہ حیض میں، میں پانی پیتی پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دیتی تو جس جگہ میرا منہ لگا تھا حضور وہیں دہن مبارک رکھ کر پیتے اور حالت حیض میں، میں ہڈی سے گوشت نوچ کر کھاتی پھر حضور علیہ اسلام کو دے دیتی حضور اپنا دہن مبارک اس جگہ رکھتے جہاں میرا منہ لگا تھا "

——— ﴿ صحیح مسلم، کتاب الحیض، حدیث 300، صفحہ 171 ﴾ ———

سوال:۔ کیا حیض ونفاس والی عورت منحوس ہوتی ہے؟

جواب:۔ زچگی یا ماہواری میں عورتوں کیساتھ کھانے پینے اور اُنکا جھوٹا کھانے میں حرج نہیں بعض جگہ ان کے برتن الگ کردیئے جاتے ہیں اور ان کے ساتھ کھانے پینے کو برا سمجھا جاتا ہے ان کے برتنوں کو ناپاک تصور کیا جاتا ہے یہ ہندوؤں کی رسمیں ہیں ایسی بے ہودہ رسموں سے احتیاط لازم ہے البتہ اس حالت میں مرد کا اپنی عورت سے ہمبستری کرنا حرام ہے۔

(حیض کی حالت میں عورت کی ناف سے لے کر گلے تک بلا حائل چھونا جائز ہے۔

﴿☆بہار شریعت، حصہ 2، حیض کے مسائل، مسئلہ نمبر 31﴾

سوال:۔ کیا بچے کی پیدائش کے بعد عورت پورے 40 دن تک ناپاک رہتی ہے؟

جواب:۔ اکثر عورتوں میں یہ رواج پایا جاتا ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد چالیس دن تک چاہے خون آنا بند ہوگیا ہو، نہ نماز پڑھتی ہیں اور نہ روزہ رکھتی ہیں یہ محض جہالت ہے جب نفاس یعنی خون آنا بند ہوجائے اسی وقت سے نہا کر نماز شروع کردیں اور اگر نہانا نقصان دہ ہے تو تیمم کر کے نماز پڑھیں یعنی نفاس کی مدت چالیس دن متعین کرنا غلط فہمی ہے جب تک خون آئے تب تک عورت نفاس میں مانی جائے گی ہاں اگر چالیس دن کے بعد بھی خون آنا بند نہ ہو تو چالیس دن کے بعد نہا کر نماز پڑھے گی اور جن دنوں میں نماز اس پر فرض ہے ان دنوں میں شوہر سے ہمبستری بھی جائز ہے جن دنوں میں نماز اس پر فرض نہیں ان دنوں ہمبستری بھی جائز نہیں ہے۔

سوال:۔ کیا عورت کا بچے کو دودھ پلانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب:۔ بعض جگہ جاہلوں میں یہ مشہور ہے کہ عورت اگر بچے کو دودھ پلائے اور باوضو ہو تو اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے یہ بالکل غلط بات ہے بچے کو دودھ پلانے سے ہرگز وضو نہیں ٹوٹتا کہ یہ

ناقص وضو نہیں اور اس کے بعد وضو کیے بغیر نماز پڑھی جا سکتی ہے دوبارہ وضو کی حاجت نہیں۔

سوال :۔ کیا ہر ناپاکی پر غسل کرنا ضروری ہے؟

جواب :۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ اگر لوگوں سے پوچھا جائے کہ آپ نے نماز کیوں نہیں پڑھی تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم نہائے ہوئے نہیں ہیں اور ہوتا یہ ہے کہ انہوں نے یا تو پیشاب کرنے کے بعد ڈھیلے یا پانی سے استنجا نہیں کیا ہوتا یا ان کے بدن یا کپڑے پر کہیں کوئی ناپاکی وغیرہ لگی ہوتی ہے۔ اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ان صورتوں میں غسل کرنا ضروری ہے خواہ مخواہ نماز چھوڑ کر گناہگار ہوتے ہیں حالانکہ ان سب صورتوں میں نہانے کی ضرورت نہیں بلکہ بدن یا کپڑے کے جس حصے پر ناپاکی ہو اسے دھونا یا کسی طرح سے اس کو دور کرنا کافی ہے یا جس کپڑے پر ناپاکی ہے اسے بدل دیا جائے (یہ اس صورت میں ہے جب کہ ناپاکی دھونے یا دور کرنے پر قادر نہ ہو ورنہ ایسے ہی ناپاک کپڑے میں نماز پڑھی جائے) اور اگر تین چوتھائی (3/4) سے زیادہ کپڑا ناپاک ہو تو برہنہ ننگے بدن نماز پڑھے جب کہ دوسرے کپڑے موجود نہ ہوں اور اگر ایک چوتھائی پاک ہے باقی ناپاک تو واجب ہے کہ اسی کپڑے سے نماز پڑھے۔

﴿ بہار شریعت حصہ 3 ص 42 ﴾

مگر یہ سب اسی وقت ہے جب کہ ناپاکی کو دور کرنے یا دھونے کی کوئی صورت نہ ہو اور بدن چھپانے کو کپڑا نہ ہو۔ نماز کسی صورت چھوڑنے کا حکم نہیں ہے اور ہر ناپاکی پر نہانا فرض نہیں ہے غسل فرض ہونے کی چند صورتیں ہیں جیسے مرد کا عورت سے ہمبستری کرنا، دونوں میں سے کسی کو احتلام ہونا۔ یا جوش یا جھٹکوں سے منی خارج ہونا، عورتوں کو حیض و نفاس آنا۔

﴿ ☆ ﴾

سوال:۔ کیا بیوی سے ہمبستری کرنے سے سارے کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں؟
جواب:۔ کافی لوگ سمجھتے ہیں کہ شوہر کا بیوی کے ساتھ ہمبستر ہونے سے سارے کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں یہ غلط ہے بلکہ کپڑے کے جس حصے پر ناپاکی لگی ہو صرف وہی حصہ ناپاک ہوتا ہے باقی کپڑا پاک ہے کپڑے کے ناپاک حصے کو (3) بار دھویا جائے اور ہر بار دھو کر خوب نچوڑ لیا جائے تو پھر اسی کپڑے سے نماز پڑھ سکتے ہیں اور جس کپڑے پر کوئی ناپاکی نہ لگی ہو وہ بغیر دھوئے پاک ہے۔
سوال:۔ جس بدن یا کپڑے سے کتا چھو جائے کیا وہ ناپاک ہو جاتا ہے؟
جواب:۔ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ کتے کا جسم اگر انسان کے جسم یا کپڑے سے لگ جائے تو جسم ناپاک ہو جاتا ہے یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ کتے کا صرف چھو جانا ناپاکی نہیں لاتا اگر کتے کے جسم پر ناپاکی لگی ہو اور آپ جانتے ہوں کہ یہ ناپاک چیز ہے اور وہ اس کے جسم سے آپ کے جسم پر لگ جائے تو جہاں نجاست لگی ہو وہ جگہ ناپاک ہے یونہی کتے کا پسینہ اور اسکا لعاب بھی ناپاک ہے وہ بھی جہاں لگے گا ناپاک کر دے گا اور ایسی صورت میں صرف چھو جانا اور بدن سے لگ جانا ناپاکی کیلئے کافی نہیں ہے۔ البتہ کتا پالنا اسلام میں منع ہے ہاں اگر شکار یا حفاظت کیلئے واقعی ضرورت ہو تو جائز ہے اور اگر وہ شوقیہ رکھتا ہے تو جائز نہیں ہے۔
سوال:۔ کیا ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے بھی استنجا کرنا ضروری ہے؟
جواب:۔ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد اگر پانی سے استنجا نہیں کیا اور یونہی وضو کر کے نماز پڑھ لی تو نماز نہیں ہوگی یہ غلط ہے۔ حالانکہ ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے دھونا ضروری نہیں ہاں دونوں کو جمع کرنا افضل ہے اگر ڈھیلے سے استنجا کر لے تو کافی ہے یا صرف

پانی سے کرلیا تب بھی کافی ہے اور دونوں کا جمع کرنا افضل و بہتر ہے خواہ پیشاب ہو یا پاخانہ۔ حدیث شریف میں ہے! ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشاب فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک برتن میں پانی لے کر پیچھے کھڑے ہو گئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ عرض کی استنجے کا پانی ہے ارشاد فرمایا مجھ پر یہ واجب نہیں کیا گیا کہ ہر پیشاب کے بعد پانی سے طہارت کروں۔

------﴿ مشکوۃ شریف ص 44 ﴾------

پاخانہ یا پیشاب کرنے کے بعد صرف مٹی کے ڈھیلوں یا پتھروں سے بھی نجاست رفع یا خشک کرنا طہارت کیلئے کافی ہے پانی سے دھونا ضروری نہیں ہاں افضل و بہتر ضرور ہے۔

——— ﴿☆﴾ ———

سوال:۔ کیا نماز میں دائیں پیر کا انگوٹھا سرکنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟

جواب:۔ عام طور پر اس کو دیہاتوں میں برا جانتے ہیں یہاں تک کہ نماز میں دائیں پیر کا تھوڑا بہت بھی انگوٹھا مل جائے یا سرک جائے تو نماز نہ ہونے کا حکم لگا دیتے ہیں یہ سب جاہلانہ باتیں ہیں کسی بھی پیر کا انگوٹھا سرک جانے سے نماز نہیں ٹوٹتی نہ خرابی آتی ہے ہاں بلاوجہ نماز میں قصداً کوئی حرکت کرنا خواہ جسم کے کسی حصہ سے ہو عبث و مکروہ ہے۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر داہنے پیر کا انگوٹھا اپنی جگہ سے ہٹ گیا تو کوئی حرج نہیں ہاں البتہ مقتدی کا انگوٹھا دائیں طرف یا نیچے اتنا سرکا کہ صف کشادہ ہو گئی یا صف سے باہر نکلا تو مکروہ ہے۔

———﴿ فتاویٰ فیض رسول ج 1، ص 370 ﴾———

نماز میں دائیں پیر کا انگوٹھا مل جانے سے نماز نہیں ہوتی یہ جہالت اور غلط فہمی کے سوا کچھ نہیں۔

سوال:۔ کیا دوران اذان دُنیاوی باتیں کی جاسکتی ہیں؟

جواب:۔ اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہنا ایک عام سی بات ہوگئی ہے عوام تو عوام بعض اہل علم بھی اس بات کا خیال نہیں رکھتے جب کہ حدیث شریف میں ہے ''جو اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے اس کا خاتمہ بُرا ہونے کا خوف ہے ''اذان ہو تو اتنی دیر کیلئے سلام، بات چیت اور جواب تمام کام بند کردے یہاں تک کہ قرآن مجید کی تلاوت کے دوران اگر اذان کی آواز آجائے تو تلاوت روک دے اور اذان غور سے سنے اور جواب دے راستہ میں چلتے ہوئے اذان کی آواز آجائے تو اتنی دیر کھڑا ہو جائے سنے اور جواب دے اگر چند اذانیں سنے تو پہلی کا جواب دینا سنت اور سب کا دینا بہتر ہے۔

------ ﴿ بہار شریعت ح 3، ص 36 ﴾ -------

سوال:۔ کیا داہنی جانب سے اقامت کہنا ضروری ہے؟

جواب:۔ آج کل یہ ضروری خیال کیا جاتا ہے کہ اقامت یا تکبیر جو جماعت قائم کرنے سے قبل مؤذن لوگ پڑھتے ہیں اس میں پڑھنے والا امام کے پیچھے یا داہنی جانب ہو اور بائیں جانب کھڑے ہو کر تکبیر پڑھنے کو ممنوع خیال کرتے ہیں حالانکہ بائیں طرف سے پڑھنا بھی منع نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ''اور اقامت کی نسبت بھی تعین جہت'' کہ دائیں طرف ہو یا بائیں طرف فقیر کی نظر سے نہ گزری ---- ہاں اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ (یعنی امام کے برابر یا پھر جانب راست مناسب تر ہے۔)

--------- ﴿ فتاوٰی رضویہ ج 2 ص 465 ﴾ ---------

امام کے پیچھے یا داہنی طرف سے پڑھنا زیادہ بہتر ہے لیکن بائیں طرف سے پڑھنا بھی جائز ہے

اور اس سے نماز میں کوئی کمی نہیں آتی اور دائیں طرف ضروری خیال کرنا غلط فہمی ہے۔

سوال:۔ مغرب اور عشا کی نماز کس وقت پڑھنا جائز ہے؟

جواب:۔ کافی سارے لوگ تھوڑا سا اندھیرا ہو جانے کے بعد یہ خیال کرتے ہیں کہ مغرب کی نماز کا وقت نکل گیا اب نماز قضاء ہوگی اور خواہ مخواہ نماز چھوڑ دیتے ہیں یا قضاء کی نیت سے پڑھتے ہیں مغرب کی نماز کا وقت غروبِ آفتاب سے لے کر غروب شفق تک ہے (شفق اس سفیدی کو کہتے ہیں جو مغرب کی طرف سرخی ڈوبنے کے بعد مشرق سے صبح صادق کی طرح پھیلتی ہے) ہاں مغرب کی نماز جلدی پڑھنا مستحب ہے اور بلا عذر دو رکعتوں کی مقدار دیر لگانا مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولی اور بلا عذر اتنی دیر لگانا جس میں کثرت سے ستارے ظاہر ہو جائیں مکروہ تحریمی اور گناہ ہے۔

اگر نماز نہ پڑھی ہو تو عشاء کے وقت تک نماز پڑھی جا سکتی ہے قضاء نہیں اور یہ وقت سورج ڈوبنے کے بعد کم از کم ایک گھنٹہ 18 منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ 35 منٹ ہے جو موسم کے حساب سے گھومتا رہتا ہے ایک گھنٹہ سے اوپر 18 سے 35 منٹ کے درمیان گھومتا ہے عشاء کی نماز کے بارے میں بھی لوگوں کا خیال ہے کہ 12 بجے تک ہوتا ہے یہ بھی غلط ہے عشاء کا وقت فجر تک صبح صادق سحری کا وقت ختم ہونے تک رہتا ہے۔

سوال:۔ کیا ذاتی رنجش یا دشمنی جس شخص سے ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ مقتدی اور امام کے درمیان کوئی دنیاوی اختلاف ہو جاتا ہے جیسے آج کے سیاسی سماجی خاندانوں اور برادریوں میں اختلافات اور جھگڑے ہوتے تو ان وجوہات کی بناء پر لوگ اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس کے بارے میں

دل میں ملال ہو اسکے پیچھے نماز نہیں ہوگی یہ ان کی غلط فہمی ہے اور وہ لوگ دھوکے میں ہیں ۔درست بات یہ ہے کہ جو امام شریعت کا فاسق یا بدمذہب ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں اور جس کا عقیدہ درست ہو، اس سے آپکا جھگڑا ہو بات چیت سلام دعا بند ہو پھر بھی آپ اسکے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں نماز کی درستگی کیلئے ضروری نہیں کہ دنیاوی اعتبار سے مقتدی کا دل امام سے ملا ہو ہاں تین دن سے زیادہ ایک مسلمان کیلئے دوسرے مسلمان سے برائی رکھنا اور میل جول نہ کرنا از روئے شرع سخت ناپسند ہے ۔حدیث میں ہے مسلمان کیلئے حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے جب اس سے ملاقات ہو تو تین مرتبہ سلام کرلے اگر اس نے جواب نہیں دیا تو اس کا گناہ بھی اس کے ذمے ہے۔

-------- ﴿ ابوداؤد، کتاب الادب ص 673 ﴾ --------

سوال:۔ مقتدی کے سر پر امامہ ہو، امام کے سر پر نہ ہو تو نماز کا حکم کیا ہوگا؟

جواب:۔ ایسا کہنا کہ مقتدی کی نماز درست نہیں ہوئی یہ بات غلط ہے۔اگر امام کے سر پر پگڑی نہ ہو اور مقتدی کے سر پر ہو تو مقتدی اور امام دونوں کی نماز درست ہے ہو جائے گی ۔اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے جب پوچھا گیا تو فرمایا ''بلا تکلف درست ہے۔''

-------- ﴿ فتاویٰ رضویہ ج 3 ص 273 ﴾ --------

سوال:۔ کیا پینٹ یا پاجامے کو موڑ کر نماز ادا کی جاسکتی ہے؟

جواب:۔ کچھ لوگ ٹخنوں کے نیچے سے لٹکا ہوا پاجامہ اور پینٹ پہنتے ہیں اگر انہوں نے اسکی عادت ڈال رکھی ہے اور وہ تکبر و گھمنڈ کے طور پر ایسا کرتے ہیں تو یہ ناجائز و گناہ ہے اور اس کی نماز مکروہ ہے لیکن اگر یہ بے خیالی، بے توجہی اور اتفاق کی وجہ سے ہو تو کوئی حرج نہیں اور جو لوگ

ٹخنے ننگے رکھنے کیلئے شلوار یا پینٹ کو نیچے سے یا اُوپر نیفے سے موڑ لیتے ہیں وہ گناہ کو مزید بڑھا لیتے ہیں کیونکہ ایسا کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔

حدیث شریف میں ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں پیشانی، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پنجے اور حکم دیا گیا ہے کہ میں نماز میں کپڑے اور بال نہ سمیٹوں۔

﴿بخاری، مسلم، مشکوۃ ص 83﴾

اس حدیث کی رو سے نماز میں کپڑا سمیٹنا اور چڑھانا منع ہے لہٰذا پینٹ اور پاجامے کی موری لپیٹنے اور چڑھانے والوں کو اس حدیث سے عبرت حاصل کرنی چاہیے اصلاح کرنے والوں سے گزارش ہے کہ محبت و پیار سے اس قسم کی غلطیاں اور کوتاہیاں کرنے والوں کو سمجھائیں مان جائیں تو ٹھیک ورنہ جھگڑا نہ کریں اور نہ ان کو ڈانٹیں بلکہ ان کے حال پر چھوڑ دیں اور مناسب طریقے سے اُنکی اصلاح کریں بصورت دیگر وہ بندہ نماز پڑھنا چھوڑ جائے گا جس کا سارا وبال ان جھڑکنے والوں پر بھی ہوگا کیونکہ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ بعض اس قسم کی خامیوں کے ساتھ نماز پڑھنے والے بے نمازیوں سے ہزار درجے بہتر ہیں اور نماز میں کوتاہیاں کرنے والوں کو بھی چاہیے کہ اگر کوئی ان کے بھلے کی بات کر رہا ہے تو اس کو سن لیں اور جھگڑا نہ کریں۔

سوال:۔ کیا قرآن پاک پڑھنے میں صرف ہونٹ ہلانا اور آواز نہ نکالنا درست ہے؟

جواب:۔ کچھ لوگ قرآن کی تلاوت اور نماز کے اندر کچھ پڑھتے ہیں تو صرف ہونٹ ہلاتے ہیں اور آواز نہیں نکالتے ان کا یہ پڑھنا، پڑھنا نہیں ہے اور اس طرح پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی اور اس طرح تلاوت کی تو تلاوت کا ثواب نہیں پائیں گے آہستہ پڑھنے کا مطلب ہے کہ کم از کم

اتنی آواز ضرور نکلے کہ کوئی رکاوٹ نہ ہو تو خود سن لے صرف ہونٹ ہلانا اور آواز نہ نکالنا یہ درست نہیں ہے اس مسئلے کا خاص خیال رکھیں۔

------(فتاویٰ عالمگیری ج 1 ص 65)------

سوال:۔ کیا جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کے بعد امام کے ساتھ دُعا مانگنا بھی ضروری ہے؟

جواب:۔ ہر نماز سلام پھیرنے کے بعد ختم ہو جاتی ہے اس کے بعد دُعا مانگی جاتی ہے وہ نماز میں شامل نہیں اگر کوئی شخص نماز کے بعد دُعا نہ مانگے تب بھی اسکی نماز ہو جاتی ہے البتہ ایک فضیلت سے محرومی اور سنت کی خلاف ورزی ہے بعض جگہ امام بہت لمبی لمبی دعائیں پڑھتے ہیں اور مقتدی کچھ خوشی اور کچھ بے دلی سے مجبوراً ہاتھ اٹھائے رکھتے ہیں اور اگر کوئی امام کا ساتھ دیئے بغیر درمیان میں اٹھ کر چلا جائے تو بُرا مانتے ہیں یہ سب غلط فہمی ہے امام کیساتھ دعا مانگنا مقتدی پر لازم نہیں وہ نماز پڑھ کر فوراً جا سکتا ہے کبھی کسی مجبوری کی بناء پر بغیر دعا مانگے چلا جائے تب بھی نماز درست ہے اور مکمل ہو جاتی ہے۔ ---﴿فتاویٰ رضویہ ج 3 ص 278﴾---

سوال:۔ کیا نماز میں کہنیاں کھلی رکھنا جائز ہے؟

جواب:۔ جو لوگ آستین چڑھا کر یا کہنیاں کھول کر نماز ادا کرتے ہیں ان پر دو گناہ ہوتے ہیں ایک کپڑا سمیٹنے اور چڑھانے کا دوسرا کہنیاں کھلی رکھنے کا کیونکہ نماز میں کپڑا چڑھانا منع ہے جیسے کچھ لوگ سجدے میں جاتے وقت دونوں ہاتھوں سے پائنچے پکڑ کر چڑھاتے ہیں یہ بھی گناہ ہے اس قسم کے نمازیوں کو محبت و پیار سے سمجھاتے رہنا چاہیے بجائے ایک ایک کو ٹوکنے کے اکٹھا کر کے مسئلہ بتا دیا جائے تا کہ کوئی اپنی توہین محسوس نہ کرے کیونکہ دین کی باتوں پر ٹوکنا آج کل توہین سمجھا جاتا ہے۔

سوال:۔ مسجدوں کو سجانا، آئمہ کو ستانا (لمحہ فکریہ)

جواب:۔ آج کل دیکھا گیا ہے کہ لوگ مسجدوں کو سجانے سنوارنے میں خوب پیسہ خرچ کرتے ہیں اور ائمہ وعلماء کرام کو ستاتے ہیں اور پریشان بھی کرتے ہیں اور کم پیسوں میں کام چلاتے ہیں جس کی وجہ سے سجی سنواری مسجدیں کبھی کبھار ویران ہو جاتی ہیں اور اُن میں بروقت اذان و اقامت نہیں ہو پاتی۔لہٰذا یہ درست نہیں ہے بلکہ مسجدوں کی ظاہری آرائش کی بجائے ذمہ دار ائمہ اور علماء کرام کی خدمت کرنا زیادہ بہتر ہے۔

سوال:۔ فاتحہ میں کھانا اور پانی سامنے رکھنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اس بارے میں دو قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں کچھ تو کہتے ہیں کہ اگر کھانا سامنے رکھ کر سورۃ فاتحہ و قرآنی آیات پڑھ دی جائیں تو انہیں اس کھانے سے چڑ ہو جاتی ہے اور وہ اس کھانے کے دشمن ہو جاتے ہیں اور اسے حرام خیال کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی بیماری کو اور بڑھا دیتا ہے۔کثیر احادیث، ائمہ کرام اور بزرگان دین کے اقوال سے منہ موڑ کر دوسروں کو اپنی سناتے ہیں اور خواہ مخواہ مسلمانوں کو شرک اور بدعتی کہتے ہیں۔دوسرے ہمارے وہ مسلمان بھائی ہیں جو اپنی جہالت اور توہم پرستی کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ کھانا سامنے نہ ہو تو قرآن کی تلاوت اور ایصال ثواب منع ہے۔فاتحہ میں کھانا سامنے ہونا ضروری نہیں اگر کھانا سامنے ہو یا نہ ہو سورتیں پڑھ کر کھانا یا شرینی سامنے لائے بغیر تقسیم کر دی جائے تب بھی ایصال ثواب ہو جائے گا اور فاتحہ میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں فاتحہ وایصال ثواب کیلئے کھانے کا سامنے ہونا ضروری نہیں اور دوسری جگہ فرمایا "اگر کسی شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ کھانا جب تک سامنے نہ کیا جائے ثواب نہیں پہنچے گا تو اس کا یہ

گمان غلط ہے۔"

﴾ فتاویٰ رضویہ ج4 ص195 ﴿

سوال:۔ کیا بچے کی ڈلیوری کے دوران مرنے والی عورت بدنصیب ہوتی ہے؟

جواب:۔ بعض مقامات پر کچھ لوگ ایسی عورت کو جو بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے مر جائے اس کو بُرا خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ناپاکی میں مری ہے لہٰذا بدنصیب اور منحوس ہے یہاں تک کہ سنا گیا ہے کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ مرکر چڑیل بنے گی یہ سب جاہلانہ باتیں اور نِری خرافات ہیں۔حدیث شریف! میں اس حال میں مرنے والی عورت کو شہادت کا مرتبہ پانے والی فرمایا گیا ہے اور یہ اسلام میں بہت بڑا مرتبہ ہے۔رہی اسکی ناپاکی تو یہ اسکی مجبوری ہے جس کا اس پر کوئی گناہ نہیں اور مومن کا باطن کبھی ناپاک نہیں ہوتا اور یہ ناپاکی بھی خون آنے کی وجہ سے ہوتی ہے خون نہ آیا تو بظاہر بھی وہ پاک ہے۔

سوال:۔ کیا عورت کا کفن میکے والوں کے ذمے ہے؟

جواب:۔ یہ ایک غلط رواج عام ہے یہاں تک کہ بعض جگہ میکے والے اگر نادار و مفلس ہیں تب بھی عورت کا کفن ان کا دینا ضروری خیال کیا جاتا ہے اور ان سے زبردستی لیا جاتا ہے اور انہیں بلاوجہ ستایا جاتا ہے حالانکہ اسلام میں ایسا کچھ نہیں ۔مسئلہ یہ ہے کہ میت کا کفن اگر میت نے مال چھوڑا ہے تو اسی کے مال میں سے دیا جائے گا اور اگر اس نے کچھ مال نہ چھوڑا ہو تو زندگی میں جس کے ذمے اس کا نان ونفقہ تھا وہ کفن دے گا۔اور عورت کے بارے میں خاص طور پر یہ ہے کہ اس نے اگرچہ مال چھوڑا بھی ہو تب بھی اس کا شوہر کفن دے گا۔

﴾ فتاویٰ رضویہ ج23 ص611 ﴿

سوال :۔ میت یا بچے کی پیدائش کے بعد سارے گھر کی صفائی کرنا ضروری ہے؟

جواب:۔ کچھ لوگ گھر میں میت ہو جانے یا بچہ پیدا ہو جانے کے بعد گھر کی صفائی کرواتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ گھر ناپاک ہو گیا اس کی دھلائی، صفائی کرنا ضروری ہے حالانکہ یہ ان کی غلط فہمی ہے اور اسلام میں زیادتی ہے۔صفائی اچھی چیز ہے جب ضرورت سمجھیں کریں لیکن بچہ پیدا ہونے یا میت ہو جانے کی وجہ سے اسے لازم کرنا یا لازم جاننا جاہلوں والی باتیں ہیں جنہیں معاشرے سے دور کرنا ضروری ہے۔

سوال:۔ کیا میت کے سر میں کنگھی کرنا جائز ہے؟

جواب:۔ بعض مقامات پر دیکھا گیا ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد تجہیز و تکفین کے وقت اس کے بالوں میں کنگھی کی جاتی ہے یہ ممنوع ہے حدیث شریف میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے میت کے سر میں کنگھی کرنے سے متعلق سوال کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے منع فرمایا دیا اور فرمایا کہ کیوں اپنی میت کو تکلیف پہنچاتے ہو۔

------ ﴿ فتاویٰ رضویہ ج4 ص 33 ﴾ ------

سوال:۔ قبرستان میں چراغ، موم بتی یا اگر بتی سلگانا کیسا؟

جواب:۔ شب براءت جیسے موقع پر قبرستانوں میں چراغ اور بتیاں جلائی جاتی ہیں اس بارے جان لینا ضروری ہے کہ بالکل خاص قبر کے اوپر چراغ، بتیاں، لوبان اور اگربتی جلانا سلگانا منع ہے قبر سے علیحدہ کسی جگہ ایسا کرنا جائز ہے جب کہ ان چیزوں سے وہاں آنے جانے اور قرآن شریف اور فاتحہ پڑھنے والوں یا راہ گیروں کو نفع پہنچنے کی امید ہو یہ خیال کرنا کہ انکی روشنی اور خوشبو قبر میں جو دفن ہیں انکو پہنچے گی جہالت، نادانی، ناواقفی اور غلط فہمی ہے۔دنیا کی روشنیاں سجاوٹیں

اور ڈیکوریشن قبرستانوں میں جو کرتے ہیں یہ سب مُردوں کو نہیں پہنچتی مُردوں کو صرف ثواب پہنچتا ہے مُردہ اگر جنتی ہے تو اس کیلئے جنت کی خوشبو اور روشنی کافی ہے اور جہنمی کیلئے نہ خوشبو ہے نہ روشنی ہے۔

------------﴿ صحیح مسلم ج1 ص 76 ﴾------------

سوال:۔ مزارات پر چادر چڑھانا کب جائز ہے؟

جواب:۔ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے جنہیں اولیاء کرام اور بزرگان دین کہا جاتا ہے اُن کے وصال کے بعد انکی قبروں پر چادر ڈال دینا جائز اور ایک اچھا کام سمجھا جاتا ہے اس چادر چڑھانے میں ایک مصلحت یہ ہے کہ ان کی مبارک قبروں کی پہچان ہو جاتی ہے کہ کسی اللہ والے کی قبر ہے اللہ کے نیک بندوں کی عزت کرنا جس طرح ان کی دنیاوی زندگی میں ضروری ہے اسی طرح ان کے وصال کے بعد بھی ادب واحترام ضروری ہے اور مزارات پر چادر چڑھانا بھی ادب واحترام اور دوسروں سے اس کی پہچان بتانا ہے جو لوگ چادر چڑھانے کو ناجائز وگناہ کہتے ہیں وہ غلطی پر ہیں لیکن اس سلسلے میں مسئلہ یہ ہے کہ ایک چادر جو اولیاء کرام کے مزارات پر چڑھی ہو جب تک بوسیدہ، پرانی اور خراب نہ ہو جائے دوسری چادر نہ ڈالی جائے مگر آج کل اکثر مزارات پر اس کے خلاف کام ہو رہا ہے پھٹی پرانی تو دور کی بات میلی بھی نہیں ہونے دیتے اور نئی چادر ڈال دیتے ہیں بعض جگہ تو پانچ منٹ بھی چادر مزار پر نہیں رہتی ادھر ڈالی ادھر اتری یہ غلط، بیکار اور فضول خرچی ہے اس طرح چادر چڑھانے کی بجائے چادر کی قیمت سے کسی محتاج کو کھانا کھلا دے، کسی غریب مریض کا علاج کروادے، کسی ضرورت مند کا کام کر دے، کسی مسجد یا مدرسے کی خدمت کر دے، جہاں مسجد نہ ہو وہاں مسجد تعمیر کروادے اور اس میں اسی بزرگ کے ایصال ثواب کی

نیت کرلے جن کے مزار پر چادر چڑھانا تھی تو یہ اس مزار کے اوپر چادر پر چادر چڑھانے سے کہیں بہتر ہے ہاں اگر معلوم ہو کہ مزار پر چڑھائی جانے والی چادر اتارنے کے بعد کسی غریب، مسکین اور محتاج کے کام آتی ہے تو اس طرح چادر پر چادر چڑھانے میں کوئی حرج نہیں کیوں کہ یہ بھی ایک قسم کا صدقہ وخیرات ہے لیکن آج کل شاید ہی کوئی مزار ایسا ہوگا جس کی چادریں غریبوں کے کام آتی ہوں بلکہ مجاورین اور سجادگان اس پر قبضہ کرلیتے ہیں اور اُن میں سے اکثر مالدار ہوتے ہیں تو یہ چادریں چڑھانا گویا مالداروں کو مزید مالدار بنانا ہے! آجکل مزارات پر ایک چادر پڑی ہو تو وہاں دوسری چادر چڑھانے کی بجائے بزرگوں کے ایصال ثواب کیلئے صدقہ وخیرات کرنا غریبوں مسکینوں اور محتاجوں کے کام کرنا اچھا ہے اور یہی مذہب اہلسنت کا ہے اور اسی پر علماء اہل سنت کا فتویٰ ہے امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں! ”اور جب چادر موجود ہو اور وہ ابھی پرانی یا خراب نہ ہوئی ہو کہ بدلنے کی حاجت نہیں تو اس چادر پر چادر چڑھانا فضول ہے بلکہ جو دام چادر مبارک کے صرف ہوتے ہیں وہ ولی اللہ کی مبارک روح کو ایصال ثواب کے واسطے کسی محتاج کو دیں ہاں جہاں معمول ہو کہ چڑھائی ہوئی چادر جب حاجت سے زائد ہو خدام مساکین حاجت مند لے لیتے ہیں اور اس نیت سے ڈالے تو مضائقہ نہیں کہ یہ بھی تصدق ہو گیا“

------- ﴿ روزوں کے مسائل ﴾ -------

سوال:۔ اعتکاف میں فقط خاموش بیٹھے رہنا کیسا؟

جواب:۔ بعض لوگ اعتکاف میں چپ چاپ بیٹھے رہنے کو ضروری خیال کرتے ہیں حالانکہ اعتکاف میں بالکل خاموش بیٹھے رہنا ضروری نہیں ہے کیونکہ خاموشی کوئی عبادت نہیں ہے بلکہ

چپ رہنے کو ثواب کی بات سمجھنا مکروہ تحریمی ہے۔

-------﴿ بہار شریعت ح 5 ص 153 ﴾-------

البتہ بُری باتوں سے چپ رہنا ضروری ہے حالت اعتکاف میں قرآن مجید کی تلاوت کرے تسبیح، ذکر واذکار اور درود پاک کا ورد رکھے، نفل پڑھے، دینی کتب کا مطالعہ کرے، دین کی باتوں کو سیکھے اور سیکھائے، بوقت ضرورت دنیا کی کوئی جائز بات بھی کی جاسکتی ہے۔ اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا البتہ دنیاوی بات سے اعتکاف بے نور ہوجاتا ہے اور ثواب کم ہوجاتا ہے۔

سوال:۔ کیا دودھ پلانے والی ماں روزہ چھوڑ سکتی ہے؟

جواب:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی حاملہ عورت کو جسے روزہ رکھنے کی صورت میں اپنی جان تلف ہونے کا اندیشہ ہو اور ایسی دودھ پلانے والی عورت کو کہ جسے روزہ رکھنے کی صورت میں اپنے بچے کی جان کا خوف ہو اسے عذر شرعی کی بناء پر رمضان المبارک کا روزہ چھوڑنے کی رخصت فرمائی ہے۔

-----﴿ سنن ابن ماجہ ح 1668 ﴾-----

علامہ نظام الدین فرماتے ہیں کہ معذوروں میں سے ایک حمل والی اور دوسری دودھ پلانے والی عورت ہے حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو رمضان المبارک کا روزہ عذر کی بناء پر چھوڑنے کی رخصت ہے جبکہ دونوں کو خوف جان کا ہو اور قضاء کریں گی اور ان دونوں پر کفارہ نہیں ہے۔

--------﴿ فتاویٰ عالمگیری ج 1 ص 207 ﴾--------

سوال:۔ کیا اذانِ فجر کے دوران یا اختتام تک سحری کھائی جاسکتی ہے ؟

جواب:۔ یہ لوگوں میں غلط بات مشہور ہے کہ جب تک اذان جاری رہے ہم کھا پی سکتے ہیں

بعض اوقات اذان ختم ہونے میں تین چار منٹ لگ جاتے ہیں اختتام اذان تک کھانے پینے سے روزہ فاسد ہو جائے گا احتیاط کرنا بہت ضروری ہے۔



سوال:۔ غسل واجب تھا لیکن تاخیر کے باعث وقت میں اتنی گنجائش نہیں کہ غسل کر کے سحری کرے تو کیا کرے؟

جواب:۔ اگر ایسی صورت حال پیش ہو تو ہاتھ دھو کر کلی کر کے سحری کر لیں اور سحری کے اختتام پر غسل کریں تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا البتہ غسل جنابت میں اتنی تاخیر نہ کی جائے کہ ایک فرض نماز نکل جائے۔

سوال :۔ کیا روزے کی حالت میں جھوٹ بولنے یا غیبت کرنے سے روزہ فاسد ہو جائے گا؟

جواب:۔ جھوٹ اور غیبت ویسے بھی قبیح گناہ ہیں اور قرآن مجید میں ان گناہوں کی شدید مذمت فرمائی گئی ہے اور ان کے عذاب کی وعید بھی سنائی گئی ہے۔ روزے کی حالت میں ان گناہوں کی شدت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے اور ان معاصی کے ارتکاب سے اگرچہ روزہ فقہی طور پر فاسد نہیں ہوتا لیکن اس عبادت کیلئے اللہ تعالیٰ نے جو بے پناہ اجر و ثواب رکھا ہے اس سے انسان محروم ہو جاتا ہے چنانچہ احادیث مبارکہ میں فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے!

(1) جو شخص روزہ رکھنے کے باوجود جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس سے کوئی حاجت نہیں کہ وہ بھوکا اور پیاسا رہے۔

------﴿ صحیح بخاری ﴾------

(2) جب تم میں سے کوئی روزہ دار ہو تو بیہودہ باتیں نہ کرے اور نہ چیخے چلائے اگر کوئی اس کے ساتھ گالی گلوچ یا لڑائی جھگڑا کرے تو کہہ دے بھائی مجھے معاف کرو میرا روزہ ہے۔ (صحیح مسلم)

(3) بہت سے روزے دار ایسے ہیں جنہیں روزے سے بھوک اور پیاس کے سوا کچھ نہیں ملتا حقیقی روزہ وہی ہے جس میں انسان فواحش و منکرات اور برائیوں سے بچے۔

سوال:۔ کیا روزے کی حالت میں خون دے سکتے ہیں؟

جواب:۔ روزے کی حالت میں ضرورت مند مریض کو خون دینا جائز ہے اسی طرح بلڈ ٹیسٹ کیلئے بھی خون نکالنا جائز ہے البتہ اتنا زیادہ خون نہ نکالا جائے کہ روزے کی استطاعت باقی نہ رہے۔

سوال:۔ کیا رمضان المبارک کے آخری عشرے میں 4 نوافل ادا کرنے سے عمر بھر کی قضا نمازیں ادا ہو جائیں گی؟

جواب:۔ یہ بات غلط مشہور ہے جو نمازیں قضاء ہوئیں وہ ادا کرنا پڑیں گی چار نوافل ادا کرنے سے عمر بھر کی نمازیں ادا نہیں ہو سکتیں اس کا آسان حل یہ ہے کہ وہ اپنی ہر نماز کیساتھ ایک قضا نماز پڑھتا رہے اور بالغ ہونے سے اب تک حساب لگالے کہ اس نے کتنی نمازیں نہیں پڑھیں۔



سوال:۔ کیا روزے کی حالت میں مسواک کر سکتے ہیں؟

جواب:۔ روزے کی حالت میں مسواک کرنا جائز ہے بلکہ ہر وضو کیساتھ مسواک کرنا باعث جزا ہے اس لیے ہر نمازی کو چاہیے کہ وہ وضو کیساتھ مسواک کرے۔



سوال:۔ کیا آنکھ میں ڈراپ ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا؟

جواب:۔ جدید تحقیق یہ ہے کہ آنکھ اور حلق کے درمیان منفذ ہے لہذا آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا لیکن آنکھ میں سُرمہ ڈالنے سے روزہ نہ ٹوٹے گا کیونکہ یہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔

﴿ حلالہ کے مسائل ﴾

سوال:۔ اگر کوئی اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دے دے اور اب نادم ہو کر دوبارہ رجوع کرنا چاہے تو شرعی لحاظ سے اس کا کیا طریقہ ہے اور اس طریقے کو شرعی لحاظ سے کیا کہا جاتا ہے؟

جواب:۔ پہلے یہ بات یاد رکھیں کہ جب کوئی شخص اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دے دے تو یہ عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے۔اس پیدا ہونے والی حرمت کو "حرمتِ غلیظہ یا حرمت مغلظہ" اور اس عورت کو "مُغَلظہ" کہا جاتا ہے۔

اب سوال کا جواب یہ ہے کہ شرعی اعتبار سے اس طریقے کو "حلالہ" کرنا کہتے ہیں۔اس کا ترتیب وار طریقہ کار یہ ہے کہ۔

(i) طلاق یافتہ عورت اس شوہر کی طلاق کی عدت گزارے۔

(ii) پھر کسی دوسرے شوہر سے نکاح کرے۔

(iii) دوسرا شوہر اس سے ہمبستری (coition) کرے۔

(iv) پھر یہ شخص بھی اسے طلاق دے ..یا.. بالفرض دخول کے بعد اس کا انتقال ہو جائے۔

(v) پھر یہ عورت اس دوسرے شوہر کی طلاق .. یا.. موت کی بھی عدت گزارے۔

ان تمام امور کی تکمیل کے بعد اب پہلے شوہر سے نکاح کیا جا سکتا ہے۔

--------- ☆ ---------

سوال:۔ کیا حلالہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟

جواب:۔ جی ہاں۔سورۃ بقرہ (آیت ۲۳۰) میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يَّتَرَاجَعَاۤ اِنْ ظَنَّاۤ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ"۔

پھر اگر تیسری طلاق اسے دے دی تو اب وہ عورت اس کے لیے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے، پھر وہ دوسرا اگر اسے طلاق دے دے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں، اگر سمجھتے ہوں کہ اللہ کی حدیں نباہیں گے۔

--------- ترجمہ کنزالایمان۔پ۲ ---------

اس کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں ہے "تین طلاقوں کے بعد عورت شوہر پر بحرمت مغلظہ حرام ہوجاتی ہے، اب نہ اس سے رجوع ہوسکتا ہے، نہ دوبارہ نکاح، جب تک کہ حلالہ نہ ہو یعنی بعد عدت دوسرے سے نکاح کرے اور وہ صحبت کے بعد طلاق دے، پھر عدت گزارے۔

اور بخاری (کتاب الشھادات) میں سیدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنھا) سے مروی ہے کہ رفاعہ قرظیؓ کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رفاعہ نے مجھے تین طلاقیں دے دی ہیں۔اس کے بعد میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ سے نکاح کرلیا اور میں نے انہیں جماع پر قادر نہ پایا۔یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کیا تو چاہتی ہے کہ رفاعہ کی جانب

لوٹ جائے؟ انہوں نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!
ایسا نہیں ہو سکتا، جب تک تو اس کا اور وہ تیرا تھوڑا شہد نہ چکھ لے۔"

نوٹ:۔ یہاں شہد چکھنے سے مراد جماع کی لذت ہے۔ یعنی جب تک وہ تجھ سے دخول نہیں کر لیتا تو پہلے شوہر کیلئے حلال نہیں ہو سکتی۔

یونہی بخاری (کتاب الطلاق) میں سیدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے ہی روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دے دیں، اس عورت نے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا، لیکن اس نے بھی اسے طلاق دے دی (یعنی بغیر دخول کے)۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ اب وہ پہلے شوہر کیلئے حلال ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، نہیں جب تک دوسرا شوہر اس کا اسی طرح شہد نہ چکھ لے، جیسے پہلے شوہر نے چکھا تھا

خصوصی توجہ فرمائیں

اگر آپ آیت کریمہ پر غور فرمائیں گے تو معلوم ہوگا اللہ تعالیٰ نے فقط نکاح کا حکم ارشاد فرمایا ہے دخول کی قید مذکور نہیں، جبکہ حدیث پاک کی رو سے دخول کا لازمی ہونا ثابت ہوتا ہے۔

جب اس قسم کی صورت حال پیش آئے کہ بظاہر قرآن و حدیث میں ٹکراؤ ہوتا نظر آ رہا ہو تو ایسی صورت میں شرعی اصول کے مطابق دیکھا جاتا ہے کہ مقابل میں آنے والی حدیث، حدیث مشہور ہے یا نہیں، اگر وہ حدیث مشہور سے کم درجے کی حدیث ہے، تو اب اس کی بنا پر احکام قرآنی میں تغیر بالکل جائز نہیں۔ عندالتحقیق ہماری ذکر کردہ، رفاعہ قرظی کی زوجہ والی حدیث، حدیث مشہور ہی ہے، چنانچہ شرعی ضابطے کے مطابق اس سے قرآن کے حکم میں اضافہ بالکل جائز قرار دیا جائے گا اور تین طلاق یافتہ عورت کیلئے دوسرے شخص سے نکاح اور صحبت دونوں لازم قرار پائیں گی۔

حضرت علامہ بدر الدین عینی (رحمہ اللہ تعالیٰ) تحریر فرماتے ہیں!

وبل معناه ایضا والعقد ووجب الوطی ء بحدیث عسیلة فانه خبر مشهور یجوز به الزیاده علی النص۔ یعنی بلکہ آیت کریمہ "حتی تنکح زوجا غیره" میں لفظ تنکح سے بھی عقد نکاح ہی مراد ہے اور جماع کا واجب ہونا حدیث عسیلہ کے سبب ہے، کیونکہ حدیث مشہور ہے، اس کے ساتھ نص (قرآنی آیت) پر زیادتی کرنا جائز ہے۔

------﴿ عمدۃ القاری، جلد ۱۴، ۲۳۹ ﴾------

سوال:۔ کیا حلالہ کے علاوہ بھی رجوع کا کوئی طریقہ ہے؟

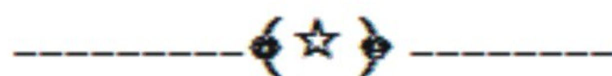
جواب:۔ جی نہیں، تین طلاق یافتہ عورت کیلئے، پہلے شوہر کیلئے حلال ہونے کی غرض سے اس کے علاوہ اور کوئی چارہٗ کار نہیں ۔لیکن یہاں یہ بات ضرور یاد رکھئے کہ شریعت، مزاج انسانی کو بہت اچھی طرح سمجھتی ہے۔ اگر حلالہ کیلئے آسان طریقے مقرر کیے جاتے تو یقیناً تین طلاقوں کا وقوع بے حد عام ہو جاتا، بات بات پر تین طلاقیں دی جاتیں، یوں طلاق دے کر با آسانی رجوع کر لینا کھیل بن جاتا، لیکن بیان کردہ طریقے میں موجود مشکلات کی بناء پر ہمارے بے شمار مسلمان بھائی تین طلاقوں کا لفظ زبان پر لانے سے گھبراتے اور اجتناب کرتے ہیں اور اس طرح یہی مشکل وسخت طریقہ، لاتعداد گھروں کی تباہی وبربادی سے حفاظت کا ذریعہ بن جاتا ہے لہٰذا ہمیں چاہیے کہ کسی بھی شرعی حکم کی سختی وشدت پر ہرگز ہرگز نگاہ نہ رکھیں، بلکہ اس میں موجود حکمت الٰہیہ اور بڑے معاشرتی فائدے کو جاننے کی کوشش کریں۔

------﴿ ☆ ﴾------

سوال :۔ اگر کسی شخص نے شادی کی اور دخول سے پہلے ہی تین طلاقیں دے دیں، تو کیا اب بھی اس سے دوبارہ نکاح کیلئے حلالہ کرنا پڑے گا۔

جواب:۔ جواب سے قبل ایک بات یادرکھیں کہ اگر شادی کے بعد کسی عورت سے اس کا شوہر ہمبستری کر چکا ہو تو اسے "مدخول بہا" اور اگر دخول نہ کیا ہو تو ،اسے "غیر مدخول بہا" کہتے ہیں۔

اب مذکورہ سوال کا جواب یہ ہے۔کہ اگر چہ عورت غیر مدخول بہا ہی ہو،حلالہ کروانا لازم ہے۔
لیکن مدخول وغیر مدخول بہا میں فقط اتنا فرق ہے کہ مدخول بہا پہلے شوہر کی عدت گزار کر ہی دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے، جب کہ غیر مدخول بہا بغیر عدت گزارے، براہِ راست دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے، کیونکہ اس قسم کی عورتوں پر طلاق کی عدت لازم نہیں ہوتی۔
لیکن یہ دونوں قسم کی عورتیں ،دوسرے شوہر سے طلاق حاصل کرنے کے بعد ،عدت گزارے بغیر پہلے شوہر سے نکاح نہیں کرسکتیں۔



سوال:۔ اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو ایک یا دو طلاقیں دیں اور عدت کے دوران رجوع بھی نہ کیا حتی کہ عورت مکمل طور پر اس کے نکاح سے نکل گئی تو کیا اب بھی ذکر کردہ طریقے کے مطابق حلالہ کروانا پڑے گا؟

جواب:۔ جی نہیں، حلالہ کا طریقہ فقط اس صورت میں ہے کہ شوہر نے زوجہ کو تین طلاقین دی ہوں، تین سے کم طلاقوں میں براہ راست سابقہ شوہر سے نکاح کیا جاسکتا ہے۔

مزید تفصیل یہ کہ یہاں چار صورتیں محقق ہوسکتی ہیں، وہ صورتیں اور ان کے احکام درج ذیل ہیں

(i) شوہر نے تین سے کم طلاقیں دیں اور عورت عدت گزار رہی ہے۔

حکم حلالہ کی ضرورت نہیں، پہلا شوہر دوران عدت اس سے رجوع کرسکتا ہے اور یہ رجوع بغیر نکاح کے ہوگا۔ لیکن اس صورت میں یہ شخص فقط اتنی ہی طلاقوں کا مالک رہے گا، جو پہلے طلاق دینے کے بعد باقی بچی ہیں، مثلاً اگر پہلے ایک دی تھی تو اب دو کا مالک رہے گا، چنانچہ اگر آئندہ دو طلاقیں مزید دے دیں، تو عورت مغلظہ ہوجائے گی (یعنی تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی) اب حلالہ کے مذکورہ طریقے کے علاوہ کسی اور طریقے سے اس شوہر کی زوجیت میں آنا ممکن نہیں۔ اور اگر پہلے دو طلاقیں دی تھیں، تو اب فقط ایک ہی کا مالک ہوگا، چنانچہ اب کبھی بھی ایک طلاق دی تو تین کا عدد مکمل ہوجانے کی وجہ سے عورت مغلظہ ہوجائے گی۔

(ii) شوہر نے تین سے کم طلاقیں دیں اور عورت عدت گزار چکی ہے۔

حکم:۔ یہاں بھی وہی حکم ہے، جو پہلی صورت کے تحت بیان کیا گیا البتہ اس صورت میں نکاح کے ذریعے رجوع کیا جاسکتا ہے۔

(iii) شوہر نے تین سے کم طلاقیں دیں، پھر عورت نے عدت گزار کر دوسرے شخص سے نکاح کیا اور اس نے دخول سے قبل ہی طلاق دے دی۔

حکم:۔ یہاں بھی وہی حکم ہے، جو دوسری صورت کے تحت بیان کیا گیا۔

(iv) شوہر نے تین سے کم طلاقیں دیں، پھر عورت نے عدت گزار کر دوسرے شخص سے نکاح کیا اور اس نے دخول کے بعد طلاق دی۔

حکم:۔ اس صورت میں اگر دوسرے شوہر کی عدت گزارنے کے بعد سابقہ شوہر سے شادی

کی تو وہ دوبارہ تین طلاقوں کا مالک ہو جائے گا۔

------- ﴿ فتاویٰ عالمگیری، جلد اول۔ص ۴۷۵﴾ -------

سوال:۔ ہم نے سنا ہے کہ اگر شوہر و بیوی کسی ایسے مقام اور حالت میں ہوں کہ جس جگہ رکاوٹ نہ ہو تو اسے "خلوت صحیحہ" (یعنی صحیح تنہائی) کہتے ہیں اور یہ خلوت صحیحہ ہم بستری کے برابر مانی جاتی ہے یعنی اگر مذکورہ تنہائی کی حالت میں وطی نہ بھی کی ہو تب بھی اس تنہائی کی وجہ سے صحبت ہونا تسلیم کیا جائے گا۔ تو کیا حلالہ والے مسئلہ میں بھی ایسا ہو سکتا ہے کہ ایسی عورت دوسرے شوہر کے ساتھ صرف خلوت صحیحہ اختیار کر لے، صحبت وغیرہ نہ کرنے دے اور پہلے شوہر کے قابل ہو جائے؟

جواب:۔ جی نہیں، حلالہ کے مسئلہ میں خلوت صحیحہ، جماع کے قائم مقام نہیں لہٰذا بحکم حدیث دخول بھی ضروری ہے، اس کے بغیر پہلے شوہر کے پاس جانا جائز نہیں۔

-------- ﴿☆﴾ --------

سوال:۔ اگر کوئی عورت حلالہ کروائے بغیر ہی پہلے شوہر کے پاس چلی گئی تو شرعی لحاظ سے اس کا حکم کیا ہے؟

جواب:۔ ایسا کرنا حرام و گناہ کبیرہ ہے۔

-------- ﴿☆﴾ --------

سوال:۔ ہم نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے والے اور جس کیلئے کیا جائے، دونوں پر لعنت فرمائی ہے وضاحت

فرمائیں کہ جب حلالہ کرنے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت کی وعید بیان کی گئی ہے، تو کیا حلالہ کرنا کرانا ناجائز نہیں؟

جواب:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے والے (یعنی دوسرا شوہر) اور جس کیلئے کیا جائے (یعنی پہلا شوہر) دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔

------﴿ ابن ماجہ، کتاب النکاح ﴾------

اور حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلال کیا جائے، دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (ایضاً)

لیکن اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان بھی یاد رہے کہ۔

" فاسئلوااھل الذکران کنتم لاتعلمون "

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔

------﴿ پ،۱۷،الانبیاء،۷ ﴾------

اس ارشاد عالی کی روشنی میں ہر مسلمان کو چاہیے کہ قرآن وحدیث میں براہ راست غور وتفکر کے بجائے، اہل علم سے استفادہ کی کوشش کرے، ورنہ گمراہی کا شدید اندیشہ ہے، جیسا کہ ذکر کردہ احادیث کریمہ کا ظاہر حلالہ کے ناجائز ہونے کی خبر دے رہا ہے، حالانکہ اگر یہ فعل ناجائز ہوتا اور حلالہ کی غرض سے کیا جانے والا نکاح منعقد ہی نہ ہوتا تو رحمت کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکاح کرنے والے کو حلال کرنے والا نہ فرماتے، معلوم ہوا کہ ایسا کرنے والا اس عورت کو سابقہ شوہر کیلئے حلال تو کر رہا ہے، لیکن کوئی نہ کوئی ایسی غلطی ضرور سرزد ہو رہی ہے، جس کی بناء پر لعنت کا مستحق بھی قرار پا رہا ہے۔

اسی کی وضاحت کرتے ہوئے عظیم شارح حدیث حضرت علامہ مولانا علی بن سلطان القاری رحمہ اللہ تعالٰی المعروف ملا علی قاری اپنی مشہور ومعروف کتاب مرقاۃ شرح المشکوۃ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

اس حدیث میں بیان کردہ لعنت کا مستحق وہ شخص ہوگا جس نے حلالہ کی شرط کے ساتھ ہی نکاح کیا ہو۔اس کی صورت یہ ہے کہ اس نے نکاح کرتے وقت کہا ہو کہ میں اس عورت سے اس شرط پر نکاح کر رہا ہوں کہ اسے پہلے شوہر کیلئے حلال کردوں یا عورت یہی الفاظ ذکر کرے۔یہ صورت نکاح مکروہِ تحریمی اور حدیث میں بیان کردہ وعید کا سبب ہے۔اور اگر ان دونوں نے حلالہ کرنے کی فقط دل میں نیت کی اور زبان سے کچھ نہ کہا تو ایسا شخص اجر کا مستحق ہوگا، کیونکہ اس نے اصلاح کا ارادہ کیا ہے۔چنانچہ حدیث پاک میں بیان کردہ لعنت کا اس صورت میں مستحق ہوگا کہ جب جدائی کے ارادے کے ساتھ نکاح کرے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ اگر اصلاح کا ارادہ ہو تو چاہے زبان سے بھی کہہ دیا جائے، لعنت کا مستحق نہ ہوگا،اس صورت میں حدیث پاک میں بیان کردہ لعنت کا مستحق وہ شخص ہوگا،جس نے اجرت لے کر حلالہ کیا۔"

------ ﴿ جلد ۶ ص ۲۹۶ ﴾ ------

خلاصہ کلام یہ کہ حلالہ کرنا مطلقاً لعنت کا سبب نہیں ،بلکہ فقط اسی صورت میں ہوگا کہ جب نکاح کرتے وقت ہی زبان سے کہہ دیا جائے کہ میں دوسرے شخص کیلئے اس عورت کو حلال کرنے کی شرط پر نکاح کر رہا ہوں یا اس پر اجرت طے کی جائے۔

چنانچہ اگر حلالہ کی شرط نہ ٹھہرائی گئی ،بلکہ دل میں اصلاح کا ارادہ ہے تو ان شاء اللہ عزوجل

ایسا شخص اجر کا مستحق ہوگا۔



سوال:۔ کیا حلالہ کیلئے دوسرے شوہر سے اس شرط کیساتھ نکاح کیا جاسکتا ہے کہ بعد دخول وہ طلاق دے دے؟

جواب:۔ ابھی ماقبل میں گزرا کہ اس قسم کی شرط کے ساتھ نکاح کرنے والا، لعنت کا مستحق قرار دیا جائے گا۔ لیکن بہر حال اگر کسی نے اس قسم کی شرط لگائی اور شوہر ثانی نے اس کا اقرار بھی کرلیا، تب بھی نکاح کے بعد اسے طلاق دینے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

سوال:۔ کیا دوسرے شوہر کے دخول میں یہ شرط ہے کہ انزال Ejaculation بھی ہو؟

جواب:۔ جی نہیں فقط دخول شرط ہے، چنانچہ اگر شوہر ثانی نے دخول کیا، لیکن انزال سے پہلے ہی علیحدہ ہوگیا تو حلالہ ہوگیا۔ درمختار میں ہے حلالہ میں انزال شرط نہیں، اس لئے شرط فقط لذت کا حصول ہے، مکمل طور پر سیر ہونا نہیں۔

﴿ درمختار: کتاب الطلاق، باب الرجعۃ، جلد 5، ص 45 ﴾

سوال:۔ دوسرے شوہر سے نکاح ہوا، لیکن قبل دخول ہی دوسرا شوہر مر گیا تو کیا اب عدت گزار کر پہلے شوہر سے نکاح ہوسکتا ہے؟

جواب:۔ جی نہیں۔ شوہر کی موت، عورت کو سابقہ شوہر کیلئے حلال نہیں کرسکتی، دخول ضروری ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں یہ کسی تیسرے شخص سے نکاح کرے اور لازم کاروائی عمل میں لائے۔

درمختار میں ہے، محل بکارت میں جماع کرنا عورت کو سابقہ شوہر کیلئے حلال کردے گا، لیکن اگر شوہر بغیر دخول کے مرگیا۔

------﴿جلد اول، باب الرجعۃ، ص ۴۲۰﴾------

سوال:۔ اگر حلالہ کیلئے دوسرے شوہر سے نکاح کیا، عورت اس وقت حالت حیض (menses) میں تھی، لیکن اس نے دوسرے شوہر کو نہ بتایا اور اس نے اسی حالت میں دخول کے بعد طلاق دے دی، تو کیا حالت حیض میں کی گئی حرام ہمبستری کی وجہ سے حلالہ ہو جائے گا؟

جواب:۔ حالت حیض میں جان بوجھ کر جماع کرنا حرام ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "یسئلونک عن المحیض قل ھواذی فاعتزلوا النساء فی المحیض ولا تقربوھن حتی یطھرن "۔ اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے الگ رہو، حیض کے دنوں میں اور ان سے نزدیکی نہ کرو، جب تک پاک نہ ہولیں۔ ------﴿پ ۲، بقرۃ ۲۲۲﴾------

لیکن بہر حال حلالہ ہو جائے گا کہ اس عورت کا پاک ہونا ضروری نہیں، ہاں اتنا ضروری ہے کہ چونکہ عورت نے جان بوجھ کر اس حالت میں جماع کروایا، لہٰذا فوری طور پر توبہ کرے۔

درمختار میں ہے، حلالہ ہو جائے گا، چاہے عورت حالت حیض و نفاس یا حالت احرام میں ہو، اگرچہ ان حالتوں میں وطی کرنا سخت حرام ہے۔

------﴿جلد ۱، باب الرجعۃ، ص ۴۲۱﴾------

سوال:۔ اگر یہ خوف ہو کہ دوسرا شوہر شادی کے بعد طلاق نہ دے گا تو کیا کیا جائے؟

جواب:۔ اس صورت میں دوسرے شوہر سے با آسانی طلاق حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نکاح اس شخص سے ان الفاظ کے ساتھ قبول کروایا جائے۔

میں فلانہ بنت فلاں (یہاں ہونے والی بیوی کا نام لے) کو اختیار دیتا ہوں کہ جب چاہے اپنے آپ کو تین طلاقیں دے لے۔ اب عورت کو شرعی لحاظ سے اختیار حاصل ہو جائے گا کہ زندگی بھر میں جب چاہے خود کو تین طلاقیں دے لے۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قبول کے ساتھ ہی یوں کہلوالیا جائے کہ "میں جب اس عورت کے ساتھ دخول کروں، اسے تین طلاقیں"۔

اب جونہی دخول ہوگا، اس عورت کو تین طلاقیں ہو جائیں گی، چاہے بعد میں شوہر طلاق دینا چاہے یا نہ دینا چاہے۔

﴿ملخص از در مختار، جلد اول، باب الرجعۃ، ص ۲۴۱﴾

واللہ اعلم ورسولہ اعلم عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم

﴿ عدت کے مسائل ﴾

سوال:۔ عدت کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ هِیَ اِنْتِظَارُ مُدَّۃٍ مَعْلُوْمَۃٍ یَلْزَمُ الْمَرْاَۃَ بَعْدَ زَوَالِ النِّکَاحِ حَقِیْقَۃً اَوْشِبْهَۃً نِ الْمُتَاَکِّدِ بِالدُّخُوْلِ اَوِالْمَوْتِ۔ عدت ایک معلوم مدت تک اس انتظار کو کہتے ہیں، جو عورت کو ایسے نکاح صحیح یا نکاح فاسد کے بعد لازم ہو جاتا ہے، جو قربت یا شوہر کی موت سے پختہ ہو چکا ہو۔

-------- ﴿فتاویٰ عالمگیری، جلد، 1 صفحہ 526﴾ --------

آسان اور دیگر الفاظ میں یوں سمجھ لیں کہ طلاق، یا، شوہر کی وفات کے بعد شریعت کی جانب سے مقرر کردہ ایک مخصوص مدت تک دوسرے نکاح سے رکے رہنے کا نام عدت ہے۔

﴿ عدت کی مدت کے مسائل ﴾

سوال:۔ عدت کی مدت کتنی ہوتی ہے؟

جواب:۔ اس کی مدت کا شمار تین طرح ہوتا ہے۔

(۱) وضع حمل سے۔ (۲) حیض سے۔ (۳) مہینوں سے۔

اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ جس عورت کیلئے عدت کی مدت دریافت کرنی ہو، سب سے پہلے دیکھیں کہ وہ مطلقہ ہے یا بیوہ

☆ اگر مطلقہ ہے تو پھر دیکھیں کہ مدخولہ ہے یا غیر مدخولہ اگر غیر مدخولہ ہے تو اس کی عدت نہیں ہوتی۔

☆ اگر مدخولہ ہے تو پھر دیکھیں کہ حاملہ ہے یا غیر حاملہ اگر حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔

☆ اگر غیر حاملہ ہے تو پھر دیکھیں کہ حائضہ ہے یا غیر حائضہ۔

اگر حائضہ ہے تو اس کی مدت عدت تین حیض ہے۔

☆ اگر غیر حائضہ ہے تو دیکھیں کہ صغیرہ و آئسہ ہے یا مراہقہ۔

اگر صغیرہ و آئسہ ہیں تو عدت تین ماہ ہے۔ نوٹ: مراہقہ کی تعریف: مراہقہ قریب البلوغ بچی کو کہتے ہیں۔ اور اگر مراہقہ ہے تو اسکی عدت کا حال اس بات پر موقوف رہے گا کہ اسے حمل

ٹھہرا ہے یا نہیں اس کا امتحان کرنے کیلئے اسے چار ماہ دس دن انتظار کروا لیا جائے گا اگر اس مدت میں حمل ظاہر ہو جائے تو عدت وہی حاملہ والی ہوگی اور اگر کچھ ظاہر نہ ہو تو انہی چار ماہ دس دن میں سے پہلے تین ماہ کو عدت میں شمار کیا جائے گا لہٰذا اب وہ عدت سے فارغ مانی جائے گی اور

☆ اگر مطلقہ نہ ہو، بلکہ بیوہ ہو تو اب دیکھیں حاملہ ہے یا غیر حاملہ۔

اگر حاملہ ہے تو عدت وضع حمل ہے اور

☆ اگر غیر حاملہ ہے

تو پھر چاہے مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ، حائضہ ہو یا غیر حائضہ، صغیرہ ہو یا مرابقہ سب کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔



حاملہ عورتوں سے متعلقہ سوالات

سوال:۔ آپ نے کہا، حاملہ، چاہے مطلقہ ہو یا بیوہ ان کی عدت وضع حمل ہے، اس کی کیا دلیل ہے؟

جواب:۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان عالیشان "اولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن" حمل والیوں کی معیاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل لیں (الطلاق،۴)

☆ یزید بن حبیب کو ابن شہاب نے لکھا کہ عبید اللہ بن عبد اللہ نے انہیں اپنے والد کے حوالے سے بتایا کہ انہوں نے عبد اللہ بن ارقم کیلئے کہا تھا "ان یسال سبیعة الاسلمیة کیف افتاھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم" آپ سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا سے معلوم کریں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کیا فتویٰ دیا تھا؟ اس نے جواب دیا

"افتانی اذا وضعت ان انکح " مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ بچہ جننے کے بعد نکاح کرلوں۔

-------﴿بخاری، کتاب الطلاق، جلد 2، حدیث 1220﴾--------

☆ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنھا نے اپنے خاوند کی وفات کے چند روز بعد بچہ جنا۔ پس وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں نکاح کی اجازت حاصل کرنے کیلئے حاضر ہوئیں تو آپ نے انہیں اجازت عطا فرمادی اور انہوں نے نکاح کرلیا۔

-------﴿بخاری، کتاب الطلاق، جلد 3، حدیث 306﴾--------

سوال:۔ اگر دوران عدت حاملہ کا حمل ساقط ہو جائے، تو اب عدت کا کیا حکم ہوگا؟

جواب:۔ ماں کے رحم میں بچے کے اعضاء عموماً چوتھے مہینے میں بننا شروع ہو جاتے ہیں چنانچہ اگر حمل چوتھے مہینے میں ساقط ہوا تو عدت پوری ہوگئی، ورنہ نہیں۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے ایسی حاملہ بیوہ کے بارے میں سوال ہوا جس کا حمل چوتھے یا پانچویں ماہ میں گر گیا تھا تو آپ نے ارشاد فرمایا سائل نے ظاہر کیا کہ اس کے ہاتھ پاؤں بن گئے تھے تو اس کے گر جانے سے عدت تمام ہوگئی، اب مزید عدت کی حاجت نہیں۔

------﴿فتاویٰ رضویہ، جلد 13 جدید، صفحہ 304﴾-------

لیکن اگر حمل چار ماہ سے پہلے گر گیا تو اب عدت کے بقیہ دن پورے کرنے ہونگے۔ یعنی اگر عدتِ طلاق تھی تو تین حیض تک انتظار کرے، تین حیض گزارنے کے بعد اس کی عدت مکمل ہوگی اور اگر عدتِ وفات تھی تو چار ماہ دس دن عدت پوری کرے گی۔ (بہارِ شریعت حصہ 2 صفحہ 378)

غیر حاملہ عورتوں سے متعلقہ سوالات

جب یہ مطلقہ اور غیر مدخولہ ہوں:۔

سوال:۔ غیر مدخولہ عورت کی عدت نہیں ہوتی اس کی وجہ؟

جواب:۔ اس لئے کہ عدت طلاق سے مقصود یہ معلوم کرنا ہوتا ہے کہ اس عورت کو سابقہ شوہر سے حمل ہے یا نہیں ۔اب جب کہ یہ غیر مدخولہ ہے تو حمل کا نہ ہونا بالکل واضح ہے، لہٰذا عدت بھی نہ ہوگی ۔اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے غیر مدخولہ کے بارے میں ارشاد فرمایا: چونکہ عدت طلاق تعرفِ براٗتِ رحم کیلئے ہے، جبکہ قبل خلوت براٗت تو خود معلوم ہے تو پھر عدت کیوں؟

﴿فتاویٰ رضویہ جلد، 13 جدید، صفحہ 298﴾

سوال:۔ کیا غیر مدخولہ طلاق کے فوراً بعد نکاح کر سکتی ہے؟

جواب:۔ جی ہاں! غیر مدخولہ طلاق کے فوراً بعد نکاح کر سکتی ہے۔

حائضہ

سوال:۔ حائضہ عورت کی عدت، تین حیض ہے یہ کہاں سے ثابت ہے؟

جواب:۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان والمطلقٰت یتربصن بانفسھن ثلثۃ قروء اور طلاق والیاں اپنی جانوں کو روکے رہیں تین حیض تک۔

﴿سورت البقرۃ ۔۲۲۸﴾

سوال:۔ اگر دوران عدت حیض بند ہو جائیں تو عدت کا کیا حکم ہوگا؟

جواب:۔ جب تک تین حیض مکمل نہیں ہو جاتے ،اس کی عدت تمام نہ ہوگی ۔چاہے اس میں کئی

برس ہی کیوں نہ گزر جائیں۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ اس کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں، تین حیض، خواہ دو مہینے میں ہوں یا مثلاً دو برس میں۔

______﴿ فتاویٰ رضویہ جلد 13، جدید، صفحہ 299 ﴾______

سوال:۔ جس حیض میں طلاق دی وہ حیض عدت میں شمار ہوگا یا نہیں؟

جواب:۔ حالت حیض میں طلاق دی تو یہ حیض عدت میں شمار نہ کیا جائے گا بلکہ اس کے بعد تین حیض پورے ہونے پر عدت مکمل ہوگی۔

______﴿ بہار شریعت: جلد 8، صفحہ 235 ﴾ و ﴿ المرجع السابق: صفحہ 527 ﴾______

صغیرہ و آئسہ

سوال:۔ نابالغہ اور آئسہ کی عدت 3 ماہ ہے کہاں سے ثابت ہے؟

جواب:۔ اللہ عزوجل کا فرمان عالیشان ہے، "والّٰئِ یئسن من المحیض من نسائکم ان ارتبتم فعدتھن ثلثۃ اشھر والّٰئِ لم یحضن" اور تمہاری عورتیں جنہیں حیض کی امید نہ رہی اگر تمہیں کچھ شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی جنہیں ابھی حیض نہ آیا ہو۔

_____ ﴿ سورت الطلاق ۴ ﴾ _____

مراھقہ

سوال:۔ آپ نے کہا مراہقہ کی عدت کا حال اس بات پر موقوف رہے گا کہ اسے حمل

ٹھہرا ہے یا نہیں ،اس کا امتحان کرنے کیلئے اسے چار ماہ دس دن انتظار کروایا جائے اگر اس مدت میں حمل ظاہر ہو جائے تو عدت وضع حمل ہو گی ،اور اگر کچھ ظاہر نہ ہو تو انہی چار ماہ دس دن میں سے پہلے تین ماہ کو شمار کیا جائے گا،لہٰذا اب وہ عدت سے فارغ مانی جائے گی۔اس پر دلیل کیا ہے؟

جواب:۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ اس کے بارے میں فرماتے ہیں اگر شوہر اس مراہقہ کے پاس جا چکا تھا (یعنی مدخولہ تھی) تو چار مہینے دس دن انتظار کروائیں ،اور اگر اس مدت میں عورت کو حمل ظاہر ہو تو وضع حمل تک عدت میں بیٹھے اور اگر حمل ظاہر نہ ہو تو چونکہ عدت تین مہینے گزشتہ پر گزر چکی ہے تو اب آگے انتظار نہ کرایا جائے۔

---------﴿فتاویٰ رضویہ، جلد 13 جدید، صفحہ 291 ﴾---------

جب یہ بیوہ اور غیر مدخولہ ہوں

سوال:۔ بیوہ اور غیر مدخولہ کی عدت وفات 4ماہ 10دن ہے کہاں سے ثابت ہے؟

جواب:۔اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان عالیشان، "والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسھن اربعة اشھر وعشرا" اور تم میں سے جو مریں اور بیبیاں چھوڑیں ،وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں۔ (البقرة،۲۳۴)

سوال :۔ آپ نے اوپر غیر مدخولہ کے بارے میں بیان کیا کہ عدت سے مقصود یہ معلوم کرنا ہوتا ہے کہ اس عورت کو سابقہ شوہر سے حمل ہے یا نہیں، اب جب کہ غیر مدخولہ کے حمل کا نہ ہونا بالکل واضح ہے، لہٰذا عدت بھی نہ ہوگی۔ لیکن یہاں غیر مدخولہ کیلئے عدت بیان فرما رہے ہیں، اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب:۔ وہ معاملہ طلاق کی عدت کے بارے میں تھا، یہاں چونکہ سابقہ مقصد کے ساتھ ساتھ شوہر کا سوگ منانا بھی شریعت کو مطلوب ہے لہٰذا چاہے یہ غیر مدخولہ ہو، سوگ منانے کیلئے چار ماہ دس دن ٹھہرنا ضروری ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے غیر مدخولہ کے بارے میں ارشاد فرمایا، عدت طلاق تعرف برأتِ رحم کیلئے ہے، قبل خلوت، برأت خود معلوم، پھر عدت کیوں؟

اور عدت وفات میں صرف یہی مقصود نہیں، بلکہ موتِ شوہر کا سوگ بھی اور اس میں خلوت ہونے، نہ ہونے کو کچھ دخل نہیں۔ ------(فتاویٰ رضویہ، جلد 13 جدید۔ صفحہ 289)-------

☆ سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان سے کسی شخص نے مسئلہ پوچھا "رجل تزوج امراۃ ولم یفرض لھا صداقا ولم یدخل بھا حتی مات" ایک آدمی نے کسی عورت سے نکاح کرتے وقت مہر مقرر نہ کیا تھا اور اس مرد نے اس عورت سے جماع بھی نہ کیا تھا کہ فوت ہوگیا۔" آپ نے فرمایا۔"لھا مثل صداق نسائھا الاوکس ولاشطط وعلیھا العدۃ ولھا المیراث "اس عورت کو اپنے خاندان کی عورتوں کی طرح مہر مثلی دینا چاہئے اس عورت کو عدت میں بیٹھنا چاہیے اور اسے مرد کے مال سے حصہ

دینا چاہیے۔

حضرت معقل بن سنان اشجعی رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا "قضی فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بروع بنت واشق امراۃ منامثل ماقضیت " سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری قوم کی ایک بروع نامی عورت جس کے والد کا نام واشق تھا کے بارے میں ایسا ہی فیصلہ فرمایا تھا جیسا آپ نے کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے

------﴿ سنن نسائی: جلد 2، حدیث 1463 ﴾------

سوال:۔ کیا حالت حیض میں دی گئی طلاق واقع ہو جائے گی۔

جواب:۔ حالت حیض میں طلاق دینا اگرچہ گناہ ہے۔لیکن حالت حیض میں دی گئی طلاق بہر صورت واقع ہو جائے گی۔کیونکہ عورت کو حیض ہونا مانعِ وقوعِ طلاق نہیں ہے۔یعنی حیض طلاق کے واقع ہونے میں رکاوٹ نہیں ہے۔

سوال:۔ غیر حاملہ بیوہ کی عدت کا اعتبار انگریزی مہینوں کے حساب سے ہوگا یا چاند کے حساب سے؟

جواب:۔ چاند کے حساب سے،لیکن اس میں سب سے پہلے دیکھا جائے گا کہ شوہر اسلامی مہینے کی کس تاریخ کو فوت ہوا ہے۔اگر پہلی شب یا پہلی تاریخ کو دن میں عصر سے پہلے پہلے یا عصر تک انتقال ہوا ہو تو چار مہینے دس دن چاند کے حساب سے دیکھیں اور چار ماہ گزارنے کے بعد پانچویں مہینے کے دس دن مزید شمار کریں،تب عدت چار ماہ دس دن ہو کر پوری ہو جائے گی۔

سوال:۔ اگر کوئی عورت عدت نہ گزارنا چاہے یا مدت کو کم کرنا چاہے یا اس کے گھر والے اسے منع کرتے ہیں تو کیا ان سب صورتوں میں عورت یا گھر والوں کو اس کا اختیار ہے؟

جواب:۔ بلا اجازتِ شرعیہ، مقرر کردہ حکم الٰہی عزوجل میں تغیر وتبدل کا کسی کو اختیار نہیں لہٰذا عدت گزارنا اور مقررہ مدت تک گزارنا لازم ہے۔ مذکورہ صورتوں پر عمل پیرا ہونے کی صورت میں عورت اور گھر والے سخت گناہ گار ہوں گے۔

سوال:۔ عورت عدت کس گھر میں گزارے؟ شوہر کے گھر یا اپنے والدین کے گھر؟

جواب:۔ یہ عورتیں عدت شوہر کے گھر پر گزاریں بلکہ اگر یہ باہر ہوں اور طلاق یا شوہر کی وفات کی خبر سنیں تو فوراً شوہر کے گھر آجائیں، فتاویٰ رضویہ (بحوالہ درمختار) میں ہے ۔عورت جب گھر سے باہر کسی کو ملنے گئی ہو اور اس دوران اس کو طلاق ہو جائے ، یا خاوند فوت ہو جائے تو فوراً گھر واپس آجائے کہ یہ اس پر واجب ہے۔

فتاویٰ رضویہ جلد 13 جدید، صفحہ 311

سوال:۔ کیا قتل ہو جانے یا مال چھین جانے کے خوف سے یا کسی اور صحیح عذر کی بناء پر کسی دوسرے مکان میں عدت گزاری جا سکتی ہے؟

جواب:۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ فتاویٰ رضویہ میں اسی قسم کے سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ: زوجہ پر فرض ہے کہ اپنے شوہر کی خبر مرگ سنتے ہی فوراً اس کے گھر چلی جائے اور عدت مکمل ہونے تک وہیں رہے اور غلط عذر درمیان میں نہ لائے ایسا خیال بہت نا قابل

قبول ہے کہ قتل کردی جائے گی۔ رہا مال تو اسے ساتھ نہ لے جائے اپنے ساتھ اپنے اقارب سے کسی کو رکھے جس سے حفاظت متوقع ہو، ہاں اگر ایسی صورت ممکن نہ ہو اور واقعی سچا اندیشہ جان کا ہے جس کا تدارک اس کے قابو میں نہیں تو نہ جانے کیلئے عذر صحیح ہے۔

--------﴿ فتاویٰ رضویہ جلد، 13 صفحہ 308﴾--------

☆۔ ایک دوسرے مقام پر اعلیٰ حضرت قدس فتاویٰ عالمگیری کے حوالے سے لکھتے ہیں عدت والی عورت جب کسی ایسے مکان میں ہو کہ وہاں اس کے ساتھ کوئی نہ رہتا ہو اور چوروں یا پڑوسیوں سے خائف نہ ہو لیکن وہ عورت رات کو ڈرتی ہو اگر یہ ڈر شدید نہ ہو تو عورت کو کہیں اور منتقل ہونا جائز نہیں، اور اگر یہ ڈر شدید ہو تو پھر منتقل ہونا جائز ہے۔

--------﴿ فتاویٰ رضویہ، جلد 13 صفحہ 334 ﴾--------

☆۔ صدر الشریعہ مولانا امجد علی قدس سرہ درمختار کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ عورت کو زمانہ عدت میں گھر سے نکلنا حرام ہے، ہاں اگر عدت موت کی ہو اور اس کے پاس کھانے کو نہ ہو گھر سے نکلے بغیر کام نہ چلے گا یا نقصان پہنچے گا تو اس ضرورت کی وجہ سے جاسکتی ہے اور رات اسی گھر میں گزارے اور بغیر ضرورت شریعہ نکلنا حرام ہے۔

--------﴿ فتاویٰ امجدیہ جلد دوم ۲۸۵ ﴾--------

سوال:۔ عورت جب اپنے شوہر کے گھر عدت گزارے گی تو شوہر کہاں جائے گا ؟

جواب:۔ وہ چاہے تو اسی گھر میں رہے لیکن اب دونوں کے درمیان پردہ رہے گا، اعلیٰ حضرت قدس سرہ اسی قسم کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں، زید (یعنی شوہر) پر لازم ہے کہ عدت پوری ہونے تک اپنے مکان میں اسے (یعنی طلاق یافتہ بیوی) جگہ دے اور بوجہ

زائل نکاح اس سے پردہ کرے۔

------﴿ فتاویٰ رضویہ، جلد 13 جدید، صفحہ 311 ﴾------

سوال:۔ طلاق یافتہ عورت اگر شوہر کے مکان میں عدت کرے، تو اس کا خرچہ کس کے ذمے ہوگا، کیا شوہر اپنے سسرال والوں سے کھلانے پلانے اور گھر پر رکھنے کا کرایہ لے سکتا ہے؟

جواب:۔ اس دوران کھانے پینے اور رہائش کا مکمل خرچہ شوہر کے ذمے ہے، چنانچہ وہ لے گا نہیں، بلکہ دے گا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ درمختار کے حوالے سے لکھتے ہیں، دونوں عورتیں (یعنی طلاق اور وفات شوہر والی) اس گھر میں عدت گزاریں کہ جن میں عدت واجب ہوئی ہے (یعنی شوہر کے گھر) اور وہ اس گھر سے منتقل نہ ہوں ہاں جب کہ ان کو زبردستی نکالا جائے (اس میں خاوند کا ظلماً نکالنا بھی شامل ہے۔ شامی) موت کی عدت والی کو مجبوراً نکلنا پڑے تو قریب ترین گھر میں منتقل ہوجائے اور طلاق والی خاوند جس گھر میں چاہے، وہاں منتقل ہوجائے (اور جب، جب دوسرے مکان میں منتقل ہو تو پھر وہی اصل مسکن کے حکم میں ہوگا، لہٰذا عورت وہاں سے نہ نکلے)

----﴿ فتاویٰ رضویہ جلد 13، جدید، صفحہ 311 ﴾----

سوال:۔ عورت اگر عدت طلاق میں ہو اور شوہر فوت ہو جائے تو عورت طلاق کی عدت گزارے گی یا وفات کی ؟

جواب:۔ اگر یہ عورت حاملہ ہے، تو عدت وضع حمل ہوگی، اور اگر حاملہ نہ ہو تو عدت تین حیض

ہوگی جیسے کہ ذکر کر دیا گیا ہے۔لہٰذا اگر عورت طلاق کی عدت میں ہو اور شوہر کی وفات ہو جائے تو ایسی عورت پر دونوں عدتیں لازم ہیں۔لہٰذا طلاق و موت میں سے جو عدت دراز ہو اس کا اعتبار ہوگا مثلاً شوہر کی موت کے بعد چار ماہ دس دن ہو گئے ،لیکن ابھی تک تین حیض مکمل نہ ہوئے تو تین حیض عدت ہوگی یعنی تین حیض پورے کرنا لازم ہے چاہے اس میں دو سال لگ جائیں اور اگر تین حیض، چار ماہ دس دن سے پہلے پورے ہو گئے اور شوہر کا انتقال بھی انہی تین حیض کے درمیان ہوا۔تو اب چار ماہ دس دن عدت ہوگی۔

سوال:۔دورانِ عدت عورت سے نکاح کرنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب:۔ دوران عدت عورت کا نکاح کرنا ،قاضی کا پڑھنا اور لوگوں کا اس میں شرکت کرنا شرعاً حرام و ناجائز ہے،نیز نکاح تو دور کی بات عدت میں نکاح کا پیغام بھیجنا بھی حرام ہے،ہاں اشارۃً پیغام دے سکتے ہیں لیکن وہ بھی وفات کی عدت میں ورنہ عدت طلاق میں تو یہ اشارہ بھی حرام ہے۔چنانچہ اگر کسی نے یہ جانتے ہوئے کہ عورت عدت میں ہے اس کا نکاح پڑھا دیا تو نکاح خواں خود بھی اور جو لوگ اس نکاح میں شریک ہوئے وہ سب فاسق اور زنا کے دلال ہوئے اور اگر قاضی نے یہ نکاح حلال سمجھ کر پڑھا اور لوگوں نے حلال جان کر شرکت کی تو یہ سب دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیں گے۔یہ نکاح باطل ہے عورت شدید گناہگار ہوگی اور ان کے درمیان تعلق شرعاً حرام ہوگا۔

-----﴿فتاوی رضویہ۔جلد 11 صفحہ 439﴾-----

﴿ دورانِ عدت گھر سے نکلنے کے مسائل ﴾

سوال:۔ کیا یہ عورتیں دوران عدت کسی کام سے باہر نکل سکتی ہیں؟

جواب:۔ جب تک کوئی عذرِ صحیح نہ ہو انہیں گھر میں ہی میں رہنے کا حکم ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

"یاایھاالنبی اذاطلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن واحصواالعدة وتقواالله ربکم لاتخرجوھن من بیوتھن و لایخرجن الاان یاتین بفاحشة مبینة" اے نبی! جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو،تو انکی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو اورعدت کا شمار رکھواوراپنے رب سے ڈروعدت میں انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالواور نہ وہ آپ نکلیں مگر یہ کہ کوئی صریح بے حیائی کی بات لائیں۔ (سورت الطلاق،۱)

☆ جب حضرت یحییٰ بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن الحکم رضی اللہ عنہ کی بیٹی کوطلاق دی،تو عبدالرحمٰن اسے لے گئے ۔اس پر حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنھا) نے مدینہ منورہ کے گورنر مروان کیلئے پیغام بھیجا۔ "اِتَّقِ اللّٰـــہ وَارْدُدْھَــااِلٰی بَیْتِھَـا" اللہ تعالیٰ سے ڈرواوراس عورت کواسکے گھر بھجوادو۔

۔۔۔۔۔﴿ بخاری،کتاب الطلاق،جلد3،حدیث 308 ﴾۔۔۔۔۔

سوال:۔ وہ کون سے صحیح اور شرعی عذر ہیں کہ جن کی بناء پرعدت گزارنے والی عورت کا باہر نکلنا جائز ہو جاتا ہے؟

جواب:۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر باہر نکلے بغیر گزارا ممکن ہوتو باہر نکلنا حرام،ورنہ دن میں بقدر ضرورت نکلنا جائز،رات گھر ہی میں گزارے۔

☆ ایک روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسا کرنے (یعنی دوران عدت باہر نکلنے) کو برا کہا اور (فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے باہر نکلنے کا عذر بیان کرتے ہوئے ارشاد) فرمایا "ان فاطمة كانت في مكان وحش فخيف على ناحيتها فلذلك ارخص لها النبي صلى الله عليه وسلم" ۔ فاطمہ بنت قیس ایک پرخطر مکان میں تھیں اور اس میں رہتے ہوئے خوف کھاتی تھیں، اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں خاص اجازت مرحمت فرمائی۔

-----﴿ بخاری، کتاب الطلاق، جلد 3، حدیث 309 ﴾-----

☆ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے عرض کی۔ "يا رسول الله! زوجي طلقني ثلاثا واخاف ان يقتحم على فامرها فتحولت" یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا خاوند مجھے تین طلاق دے چکا ہے اور مجھے ڈر ہے کہ میرے پاس کوئی چور وغیرہ نہ آجائے تو آپ نے وہاں سے چلے جانے کا حکم دیا۔

-----﴿ سنن نسائی، جلد 2، حدیث 1488 ﴾-----

اعلیٰ حضرت قدس سرہ اسی قسم کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ تاختم عدت عورت پر اسی مکان پر رہنا واجب ہے۔ہاں! جس کے پاس کھانے پہننے کو نہیں اور اسے ان چیزوں کی تحصیل میں باہر نکلنے کی ضرورت ہے کہ بغیر اس کے خورد ونوش کا سامان گھر بیٹھے نہیں لا سکتی تو صبح وشام باہر نکلے اور شب اسی مکان میں بسر کرے، دوسرے مکان میں چلے جانا ہرگز جائز نہیں، یا یہ مکان اس کا نہ تھا مالکان مکان نے جبراً نکال دیا یا کرایہ پر رہتی تھی، اب کرایہ دینے کی طاقت نہیں یا مکان گر پڑا ہے، یا، گرنے کو ہے۔ یا اور کسی طرح اپنی جان یا مال کا اندیشہ ہے۔

غرض اسی طرح کی ضرورتیں ہوں تو وہاں سے نکل کر جو مکان اس مکان سے قریب تر ہو اس میں چلی جائے ورنہ نکلنے کی ہرگز اجازت نہیں۔

----﴿ فتاوی رضویہ، جلد 13 صفحہ 327 ﴾-----

ایک اور جگہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ سائل کے بیان سے معلوم ہوا کہ یہ عدت موت کی ہے، پس اگر عورت کے پاس اتنا مال ہے کہ چار ماہ دس دن گھر بیٹھ کر کھائے، جب تو نکلنا بالکل جائز نہیں، ورنہ جتنے دنوں کھانے کا سامان اپنے پاس رکھتی ہے، اتنے دنوں اسے گھر بیٹھ کر کھانا لازم اور پھر نکلنا جائز، پھر بھی رات اپنے گھر گزارے۔

----﴿ فتاوی رضویہ، جلد 13 صفحہ 330 ﴾-----

ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا، عدت موت کا نفقہ کسی پر نہیں ہوتا، خود اپنے پاس سے کھائے، پاس نہ ہو تو دن کو محنت مزدوری کرنے کیلئے باہر جاسکتی ہے۔ چار مہینے دس دن وہیں گزارنا فرض ہے، اللہ عزوجل کے ادائے فرض میں حیلے نہ کیے جائیں۔ واللہ یعلم المفسد من المصلح (اللہ تعالیٰ مفسد اور مصلح کو جانتا ہے)

----﴿ فتاوی رضویہ جلد، 13 صفحہ 330 ﴾-----

سوال:۔ کیا عورت دورانِ عدت عدالت میں وراثت یا کسی اہم کیس کے سلسلے میں جاسکتی ہے؟

جواب:۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے اس کی مثل سوال کیا گیا تو فرمایا کہ سائل نے ظاہر کیا کہ عورت مسکینہ ہے پانچ روپے کی ایک معاش کہ اس کے شوہر نے اسے لکھ دی تھی وہ پاس رکھتی ہے اور اہل کار کچہری کو کمیشن دے کر بلانے کی استطاعت اصلاً نہیں اور اگر نہ جائے تو وہ جائیداد

اس کے نام نہ ہوگی اور وہ جگہ جہاں جانا چاہتی ہے، اس کے مکان عدت سے صرف چھ میل دور ہے، دن ہی دن میں جانا اور مکان میں آنا واپس ہو جائے گا، رات یہیں آ کر بسر کرے گی۔ اگر بات یونہی ہے تو صورت مذکورہ میں اسے جانا اور دن کے اندر واپس آ کر رات مکان عدت ہی میں بسر کرنے کی اجازت ہے۔

------﴿ فتاویٰ رضویہ، جلد، 13 صفحہ، 329 ﴾------

سوال:۔ کیا دوران عدت عورت دوائی لینے ڈاکٹر کے پاس جاسکتی ہے؟

جواب:۔ اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) سے اسی قسم کا سوال کیا گیا کہ عورت جو ایام عدت میں ہے اور اس کے علاقے میں کوئی طبیب بھی نہیں ہے تو کیا وہ بغرض علاج، دوسری جگہ جاسکتی ہے اور کسی حکیم کو نبض دکھاسکتی ہے یا نہیں تو آپ نے جواب دیا کہ "نبض بضرورت دکھاسکتی ہے اور دوسری جگہ اس طور پر جاسکتی ہے کہ رات کا اکثر حصہ شوہر ہی کے مکان میں گزارے اور اگر اسی مکان میں ممکن ہو تو یہ بھی حرام ہے۔

------﴿ فتاویٰ رضویہ، جلد، 13 صفحہ 317 ﴾------

سوال:۔ اگر کوئی عزیز شدید بیمار ہو گیا کہ بچنے کی امید نہ رہی، تو کیا دوران عدت اسے دیکھنے کیلئے گھر سے باہر جاسکتی ہے؟

جواب:۔ جی نہیں، یہاں عذر صحیح موجود نہیں۔

سوال:۔ اگر کوئی دوسرا عزیز دوران عدت فوت ہو جائے، تو کیا اس کے گھر جاسکتی ہے؟

جواب:۔ جی نہیں، یہاں بھی عذر صحیح موجود نہیں۔

سوال:۔شوہر کی قبر پر باپردہ ہو کر جاسکتی ہے؟

جواب:۔ جی نہیں یہاں عذر صحیح موجود نہیں۔

سوال:۔ اگر عذر تھا اور نکل گئیں،تو کیا گناہ گار ہوں گی؟

جواب:۔جی نہیں، کیونکہ اب نکلنا شریعت کی جانب سے اجازت کی بناء پر ہے۔

سوال:۔ کیادوران عدت عورت بلاعذر گھر سے باہر نکلی تو کیاعدت ٹوٹ گئی؟

جواب:۔جی نہیں، گناہ گار ضرور ہوگی لیکن اس سے عدت پر کوئی فرق نہ پڑے گا۔

سوال:۔ دوران عدت عورت کابلاعذر گھر سے باہر نکلنے کا کفارہ کیا ہے؟

جواب:۔ فقط بارگاہ الٰہی میں صدق دل سے توبہ کرے۔

سوال:۔ دوران عدت کوئی تعزیت کیلئے آیا تو کیااس سے بات کرسکتی ہے؟

جواب:۔اگروہ نامحرم ہے تو باپردہ رہتے ہوئے،بقدرضرورت بات کرنے میں حرج نہیں اگرمحرم ہےتو پردے کی بھی حاجت نہیں۔

سوال:۔ دوران عدت کسی سے فون پر بات کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ بقدرضرورت بات کرنے میں حرج نہیں۔

سوال:۔کیا گھر میں رہنے والے نامحرموں کے سامنے آنے سے عدت پر کوئی فرق پڑے گا؟

جواب:۔عدت پر تو کوئی فرق نہ پڑے گا، گناہ گار بہر حال ضرور ہوگی تو بہ واجب ہے۔

سوال:۔ گھر میں میلاد ہوا تو کیا ایسی عورتیں اس میں شرکت کر سکتی ہیں۔اس میں بیان کرنا یا نعت پڑھنا ان کیلئے جائز ہے؟

جواب:۔ جائز ہے بشرطیکہ آواز گھر سے باہر نا محرموں تک نہ پہنچے،اور یہ حکم ان کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ ہر عورت کے لیے یہی حکم ہے۔

سوال:۔ کیا دوران عدت اس کا رشتہ طے کیا جا سکتا ہے یا اس کیلئے رشتہ بھیجا جا سکتا ہے؟

جواب:۔ جب تک عدت نہ گزرے، نکاح تو نکاح، نکاح کا پیغام دینا بھی حرام قطعی ہے۔

---﴿ فتاویٰ رضویہ، جلد،13 صفحہ 319 ﴾-----

سوال:۔ کسی مذہبی اجتماع میں شرکت کیلئے جا سکتی ہے یا نہیں ،یا مسائل پوچھنے عالم کے پاس جا سکتی ہے؟

جواب:۔ فی الحال، اجتماع میں جانے سے گریز کرے۔مسئلہ کا جواب بھی کسی کے ذریعے تحریری طور پر وہیں منگوانا ممکن ہے تو باہر نہ جائے۔

-------------﴿ ختم شدہ ﴾-----------

خوشخبری

داخلہ جاری ھے

بچے اور بچیوں کیلئے

جامعہ عرفان القرآن

شعبہ جات

تجوید و قرأت

حفظ و ناظرہ

درسِ نظامی

ترجمہ تفسیر

علومِ عصریہ (میٹرک، ایف اے)

سلائی اور کڑھائی کی کلاسز
کا آغاز بھی کر دیا گیا ہے

ناظمِ اعلیٰ

مفتی محمد امین نقشبندی مجددی
مہتمم جامعہ عرفان القرآن الحبیب سٹی پینسرہ روڈ گوجرہ
0301-2017976

خواہشمند طلباء و طالبات اور اُنکے خوش نصیب والدین
جامعہ میں رابطہ کریں

الحبیب سٹی، پینسرہ روڈ گوجرہ

